رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۰۸

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

رسالہ

اشاعت اسلام

اُردو ترجمہ

اسلامک ریویو مجریہ ووکنگ (انگلستان)

زیر ادارت

خواجہ کمال الدین بی اے ایل ایل بی مُبلّغ اسلام

جلد (۷) | بابت ماہ ستمبر ۱۹۲۱ء | نمبر (۹)

قیمت سالانہ چار روپے آٹھ آنے

یہ کار ثواب ہے کہ آپ اِن رسالجات کی خریداری بڑھائیں کیونکہ انہیں رسالوں کی آمد بہت حد تک ووکنگ مُسلم مشن کے اخراجات کی کفیل ہے رسالہ ہذا کی دس ہزار اشاعت ووکنگ مشن کے ایک تہائی اخراجات کی ذمہ وار ہوسکتی ہے

درخواستہائے خریداری بنام خواجہ عبدالغنی منیجر اشاعت اسلام لاہور آنی چاہئیں

ضروری اعلان

(۱) تمام ترسیل زر متعلقہ رسالہ اسلامک ریویو ووکنگ مسلم مشن بنام جناب فنانشل سکرٹری ووکنگ مسلم مشن عزیز منزل لاہور اور باقی کل خط و کتابت بنام مینیجر اشاعت اسلام عزیز منزل لاہور ہونی چاہئیے۔

(۲) اشاعت اسلام ماہواری رسالہ ہے اور ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو لاہور سے شائع ہوتا ہے +

(۳) رسالہ اشاعت اسلام کا چندہ بنام مینیجر اشاعت اسلام عزیز منزل لاہور ارسال فرمائیں +

(۴) خریداران رسالہ ازراہ کرم خط و کتابت کے وقت نمبر خریداری ضرور لکھا کریں ۔ مینیجر

زکوۃ و صدقات کا بہترین مصرف

ازروئے تعلیم قرآن اشاعت اسلام بھی مصرف زکوۃ ہے اگر آپ صرف زکوۃ کو ان رسالوں کی مفت تقسیم پر یا اس اسلامی مشن کی دیگر ضروریات پر خرچ کریں تو آپ اپنے فرض سے سبکدوش ہونگے + سکرٹری

اسلام کی سخت احتیاج

اس وقت ہے کہ اسکی اصل تعلیم کو بلاد غربیہ کے کونوں میں پہنچایا جائے اور اس کے چہرے پر سے ان بدنما داغوں کو دور کیا جائے جو پادریوں کی افترا کا نتیجہ ہیں مسلمانو! اس کام میں ہماری مدد کرو۔ سکرٹری

مسلمان بیبیوں اور بچیوں کے پڑھنے اور مطالعہ میں رکھنے کے قابل

نادر اور مفید کتابیں

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
رسول عربی	۸ر	معلمہ	۱۲ر
امت کی مائیں	۷ر	ثریا بیگم	۸ر
اصحاب کرام	۳ر	رنج و راحت	۷ر
امام حسنین	۴ر	جمیلہ خاتون	۳ر

I'D-UL-FITR, 1339 A.H., AT THE MOSQUE, WOKING.
Imam delivering the Sermon after the Prayers.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اشاعت اسلام

جلد (۷) بابت ماہ ستمبر ۱۹۲۱ء نمبر (۹)

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	مضمون نگار	نمبر صفحہ
۱	شذرات	مترجم	۵۰۶
۲	عید الفطر انگلستان میں ...	از جناب منشی دوست محمد صاحب	۵۰۸
۳	زمزمۂ شکر	از مولوی مصطفٰے خان صاحب بی اے	۵۱۵
۴	سنگاپور میں خواجہ صاحب کا خیر مقدم ...	از ایڈیٹر	۵۱۹
۵	حضرت مسیح علیہ السلام کا مذہب ...	از حضرت خواجہ کمال الدین صاحب	۵۲۱
۶	اسلام کا عروج	پروفیسر عبد الکریم کیکیا	۵۴۸

شذرات

اِس ماہ کے رسالہ کے ساتھ عید الفطر کے خُطبہ کا فوٹو شائع کیا جاتا ہے۔ جو ۷ جون ۱۹۲۱ء کو مسجد ووکنگ میں منائی گئی۔ جِسمیں جناب مولوی مصطفیٰ خان صاحب بی اے قائمقام امام مسجد ووکنگ بعد از نماز خُطبہ عید فرما رہے ہیں +

۷ جون ۱۹۲۱ء کو مسجد ووکنگ میں عید الفطر منائی گئی۔ اگرچہ جُمعرات کا دن تھا۔ اور ہمارے مسلم بھائی بہن کاروبار بھی چھوڑ نہیں سکتے تھے اور کوئلہ کی تکلیف نے ریل کا سفر بھی دُشوار کر دیا تھا۔ لیکن پھر بھی کئی سو مُسلم بھائی اور غیر مُسلموں کا اجتماع ہو ہی گیا۔ ہم نہایت خوشی سے اس امر کا اظہار کرتے ہیں۔ کہ اب غیر مُسلم لوگ عموماً اور انگریزی اخبار نویس خصوصاً مذہب اسلام اور اُسکی تقریبوں میں زیادہ دلچسپی لینے لگے ہیں۔ بہت سے اخبار نویسوں نے عید الفطر کا حال اپنے اخباروں میں شائع کیا ہے۔ جو اِس رسالہ میں کسی دوسری جگہ عیدُ الفطر انگلستان میں کے عنوان کے نیچے ہدیۂ ناظرین کرام کیا جاتا ہے۔

اخیر میں ہم اپنے انگریزی اور ہندوستانی بھائی بہنوں کا تہ دِل سے شُکریہ ادا کرتے ہیں جنھوں نے حسب معمُول اِس تقریب کی کامیابی میں پُوری کوشش کی ہے +

جس مژدۂ جانفزا کا اظہار مسلمانانِ ہند کے لئے اخویم مُکرم جناب مولوی مصطفیٰ خان صاحب امام مسجد ووکنگ نے اِس رسالہ میں

زمزمہ شکر کے عنوان کے نیچے فرمایا ہے۔ اس کیلئے ہم خانصاحب موصوف کو تہ دل سے مبارکباد دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انکی ہمت و استقلال میں برکت ڈالے +

حضرت خواجہ صاحب کے سفر برھما سنگاپور سماٹرا۔ جاوا کے مفصل حالات بمعہ ایک فوٹو کے انشاء اللہ تعالیٰ اکتوبر نمبر ۱۹۲۱ء میں شائع ہونگے جو انجمن اسلام سنگاپور کے ممبروں کے ساتھ سنگاپور میں لیا گیا ہے احباب سنگاپور نے انجمن اسلام کے نام سے ایک انجمن ووکنگ مسلم مشن کی امداد اور جزائر مالایا میں اسلام کی تبلیغی جدوجہد کیلئے قائم کی ہے۔ جسکے مفصل حالات انشاء اللہ دوسرے رسالہ میں ہدیہ ناظرین ہونگے اللہ تعالیٰ ان احباب کو جزائے خیر عطا فرمائے +

اسی رسالہ میں کسی دوسری جگہ پروفیسر عبدالکریم لیکپا کا مضمون "اسلام کا عروج" ہدیہ ناظرین کرام کیا جاتا ہے۔ پروفیسر موصوف نائیجیریا مغربی افریقہ کے باشندے ہیں۔ اور حال ہی بذریعہ چٹھی بنام امام مسجد ووکنگ اعلان اسلام کیا ہے۔ دفتر لاہور میں ان کا فوٹو پہنچ چکا ہے۔ جو انشاء اللہ تعالیٰ نومبر ۱۹۲۱ء کے رسالہ کو زینت دیگا

گذشتہ ماہ رمضان کی وجہ سے رسالہ اسلامک ریویو انگریزی بابت ماہ جون و جولائی ۱۹۲۱ء ڈبل نمبر میں شائع ہؤا ہے +

خریداران رسالہ ہذا کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ خط و کتابت کے وقت مہربانی کر کے اپنی چٹ کا نمبر ضرور لکھ دیا کریں + منیجر

عید الفطر انگلستان میں

وحدت اسلامی کا ایک شاندار نظارہ

اور

اخبارات انگلستان

توحید الٰہی اور وحدت انسانی کا وہ پیغام جو تیرہ سو سال ہوئے عرب کا ایک اُمّی انسان (صلے اللہ علیہ وسلم) اس وقت دُنیا میں لے کر آیا جب کُل نسل انسانی نسلی و قومی امتیازات و تفریقات کے سبب علےٰ شفا حفرۃ من النار کے حکم میں تھی۔ وہ پیغام جس نے ایک بیس سال کے عرصہ میں عرب کے عہد جاہلیّت کو نورِ علم سے ایسا مُنوّر کیا۔ وحدت و مساوات کا وہ عظیم الشان سبق پڑھایا۔ فاصبحتم بنعمتہٖ اخوانا کا وہ رنگ دکھایا۔ مگر مغربی دُنیا آج بھی باایں تہذیب و کمال اس سے مُعرّا اور اس پر محو حیرت و استعجاب ہے۔ اس پیغام وحدت کی عملی شان کو اگر آج بھی ملاحظہ کرنا ہو۔ اگر عالم اسلام کے اندرُونی اختلافات کے باوجود شیعہ و سنی حنبلی و مالکی۔ وہابی و احمدی و نیچری و غیر نیچری سب کو خدائے واحد کے سامنے دوش بدوش کھڑے ہوئے اور کالے اور گورے۔ عرب اور عجم۔ ترک اور افریقی اور دیگر جغرافی تفریقات کو مٹائے ہوئے دیکھنا ہو تو مغرب کے اس انتہائی گوشہ میں جو موجودہ مہذّب دُنیا کا دل و جگر کہلانے کا مستحق ہے۔ اسلامی عید کا نظارہ اسکی بہترین مثال ہے +

عید کا یہ اسلامی تہوار امسال ۷ جون ۱۹۲۱ء کو یہاں منایا گیا

اور حسب معمول دُنیا کے ہر حصّہ اور ہر طبقہ و فرقہ کے مسلمانوں نے جن کو قُدرتِ الٰہی نے انگلستان کی سرزمین میں جمع کر دیا ہے۔ ایک امام کے پیچھے نماز ادا کی۔ اور ایک دوسرے سے بغلگیر ہوکر کل مومنون اخوۃ کا نظارہ دکھایا +

اِس موقعہ پر لندن کے روزانہ اخبارات مارننگ پوسٹ ڈیلی ٹیلیگراف ڈیلی نیوز اور ڈیلی میل اور بعض مقامی اخبارات کے نامہ نگار بھی موجُود تھے۔ اُن کے دلوں پر اس نظارہ کا جو کچھ اثر ہُوا۔ وہ ذیل کے بیانات سے جو دوسرے ہی دِن تمام اخبارات میں شائع ہُوئے ظاہر ہے:-

(۱)

اِسلام انگلستان میں

اختتام رمضان

از ڈیلی ٹیلیگراف مورخہ ۸ جون ۱۹۲۱ء

کُل دنیائے اسلام نے عید یعنے خوشی کا تہوار جو رمضان کے طویل روزہ کے اختتام کا نشان ہے منایا۔ اس تقریب پر انگلستان کی جماعت مسلمین کا ایک بہت بڑا مجمع مسجد ووکنگ میں موجُود تھا۔ مسجد کے خوبصُورت باغ میں لان (Lawn) پر بچھی ہُوئی دریوں کے اُوپر ہندوستان۔ ٹرکی۔ ایران۔ مصر۔ سوڈان اور افریقہ کے مسلمان سربسجُود ہُوئے۔ ٹرکی سفیر رشید پاشا شیخ ایم۔ اتیچ قدوائی ممبر انڈین مسلم ڈیلیگیشن۔ مرزا ہاشم اصفہانی اور پرنس عبدالحمید بھی شامل نمازتھے۔ بہت سی سُرخ ٹوپیاں رنگدار پگڑیاں اور مُطلّا ریشمی کوٹ مجمع کی شان کو بڑھائے ہُوئے تھے + نمازیوں کی صفوں میں بھی اور ارد گرد بچھی ہُوئی کُرسیوں پر شوقین

تماشائیوں کے طور پر بھی بہت سے انگریز مرد اور عورتیں موجود تھے جن میں سے بعض شامل حلقۂ اسلام ہیں۔ اور بعض نمازیوں کے دوست ہونے کی حیثیت سے آئے ہوئے تھے +

(مولوی) مصطفٰے خان (صاحب) نے نماز پڑھائی۔ اور اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا اور قرأت ایک ہلکی۔ عجیب اور خوش الحان آواز میں پڑھی۔ جس سے مشرق بہت قریب معلوم ہوتا تھا۔ مشرق کیجانب پر جوش سجود کے بعد جب سلام پھیرا گیا۔ اور تم پر سلامتی ہو۔ اور رحمت کی آواز بلند ہوئی۔ جب اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کا بیان ہو چکا۔ اور نمازی اس حالت میں سے ہو گذرے۔ ان کی آنکھیں اور کان گویا تمام علائق دُنیوی سے بند ہو کر ایک خُدا کی عبادت میں محو تھے۔ اس وقت امام نے ایک مختصر سا خطبہ پڑھا۔ اور اس میں بتایا کہ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے۔ اور اس قابل ہے کہ کل دُنیا اسکی حلقہ بگوش ہو +

آپ نے بتایا۔ کہ اسلام میں اللہ تعالیٰ کی الوُہیّت کا مفہوم ایسا ہے۔ جو ایک عالمگیر خدا پر صادق آتا ہے۔ اور اسلامی معتقدات کے رُو سے محمدؐ (صلے اللہ علیہ وسلم) اور (حضرت) مسیح (علیہ السلام) کے درمیان کوئی کشیدگی اور جنگ نہیں۔ اسلام ایک عملی مذہب ہے! اسلامی نماز جو شاہ گدا کو ایک صف کے اندر برابر برابر کھڑا کرتی ہے! انسانی برادری کی صداقت کو عملی طور پر ثابت کرتی ہے۔ روزوں کی مشقت انگیز کیفیّت امرا کو غربا کی مشقتوں اور مصائب کے سمجھنے اور انکی مدد کی ترغیب دلاتی ہے +

یہ تقریب طعام چاشت پر ختم ہوئی۔ جس کیلئے مہمانوں نے بغیر امتیاز و تفاوت مراتب ایکدوسرے کی انتظار کی۔ اور سب نے نہایت خوشی

کے ساتھ باری باری کھانا کھایا +

(۲)

مُسلم عید کی تقریب سعید

ووکنگ کے عید منانیوالوں میں انگریز عورتیں

از ڈیلی میل مورخہ ۸ جون سنہ ۱۹۲۱ء

''...... دوسو برٹش مسلمان برٹش امپائر کے تمام حصص سے مسجد ووکنگ میں عید الفطر (روزہ کی افطاری کی تقریب) منانے کے لئے جمع ہُوئے۔ مختلف شکلوں کے انسان عجیب و غریب لباسوں کے اندر مسجد کو جانیوالی سڑک پر چاروں طرف نظر آتے تھے۔ ایرانی عرب ہندوستانی حیدر آباد کے مسلمان۔ سومالی لینڈ اور عدن کے باشندے۔ نوبیا اور زنجبار سے آئے ہُوئے لوگ اور بعض تُرکی رؤسا سب ایک جگہ آ جمع ہُوئے۔ عید الفطر ماہِ رمضان کے جو اسلامی سال کا نواں مہینہ ہے بعد آتی ہے۔ اس مہینہ میں رسُول (صلے اللہ علیہ وسلم) نے بیمار اور مسافر کے سوائے باقی سب پر کھانا قطعاً ممنوع قرار دیا۔ یہاں تک کہ شام کی تاریکی دن کو رات سے جُدا کر دے +

...... ووکنگ میں نماز کیلئے جب آواز ہوئی۔ تو نمازیوں نے جُوتیاں اُتار کر دریوں کے اُوپر لمبی لمبی صفیں اس ہیئت گذائی سے بنائیں کہ ایڑیاں گویا ملی تھیں۔ سیدھے مشرق کی طرف مُنہ کئے ہُوئے کھڑے ہوگئے +

انگریز مسلمان عورتیں مردوں کے پیچھے کھڑی ہُوئیں۔ امام کی آواز پر جو تمام جماعت سے آگے کھڑے تھے تمام نمازی جُھک گئے۔ دوسری آواز پر تمام سُرخ ٹوپیاں۔ پگڑیاں۔ اور انگریزی عورتوں کی جو سب سے پیچھے

نمازیں تھیں۔ ٹوپیاں زمین سے لگ گئیں۔ چند لمحوں تک خاموشی طاری تھی۔ پھر امام نے خطبہ پڑھا۔ جس کے اختتام پر ایک نمازی کو "عید مبارک" کہ کر اس سے بغلگیر ہو گئے۔ اس کے بعد مہمانوں نے مسجد سے ملحقہ ہال میں آزادانہ ہندوستانی کھانا کھایا +

حاضرین میں ترکی سفیر معہ سٹاف۔ نواب کوروائی جو ایک ہندوستانی ریاست کے مالک ہیں۔ اور شاہی ہندوستانی اردلی بھی موجود تھے" +

(۳)

اسلامی تقریب عید ووکنگ میں

اسلام ایک باغ میں

از ڈیلی نیوز مورخہ ۸ جون ۱۹۲۱ء

الصلوٰۃ۔ الصلوٰۃ۔ نماز کو آؤ۔ نماز کو آؤ (سرے) کے ایک نفیس باغ میں جو سایہ دار درختوں اور پھولوں سے سجا ہوا ہے۔ یہ آواز بلند ہوئی۔ طویل القامت۔ گندم گوں۔ پگڑی سر پر رکھے ہوئے لان پر کھڑے ہو کر ہلکی اور میٹھی آوازوں میں اس نے نمازیوں کو بلایا +

ووکنگ کے گرد ونواح سے زائرین کی بڑی تعداد مسجد ووکنگ میں آج جمع ہوئی مسجد سے باہر باغ میں ... ایک دری جو زنگار رنگ کے پھولوں سے منقش ہے۔ گھاس کے اوپر بچھائی گئی۔ نماز کیلئے آواز بلند ہوئی۔ اور نمازی کئی سو کی تعداد میں صفوں کے اندر کھڑے اور سر بسجود ہوئے +

امام نے اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلال کو بیان کرتے ہوئے نماز پڑھائی۔ جس وقت اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا۔ سب نے اپنے ہاتھ اوپر اٹھائے۔ اور آخر کار مرد و عورت سب کے سب کئی مرتبہ زمین پر سر بسجود ہوئے۔

آخر میں بعض دیگر رسُوم اور خطبہ کے بعد پلاؤ اور قورمہ سے مہمانوں نے روزہ افطار کیا"۔ اسی قسم کے نوٹ بہت سے دوسرے اخبارات نے بھی لکھے جنمیں ووکنگ نیوز اینڈ میل۔ ووکنگ ہیرلڈ دی برج کرانیکل اور مارننگ پوسٹ خاص طور پر قابل ذکر ہیں +

(۴)

انگلستان میں اسلامی تقریب

ازمارننگ پوسٹ مورخہ ۷ جون ۱۹۲۱ء

آج انگلستان کے ہر ایک حصہ سے مختلف قوم اور طبقہ کے مسلمان مسجد ووکنگ میں عید کی تقریب منانے کیلئے اکٹھے ہونگے۔ جو ماہ رمضان کے بعد افطار روزہ کی تقریب ہے۔ اس موقع پر مسلمان اور ان کے غیر مسلم دوست اکٹھے ہوتے اور ملکر دعوت کھاتے ہیں۔ اُمید کیجاتی ہے کہ نواب عماد الملک بہادر اور دیگر مشہور مسلمان بھائی اس تقریب میں شریک ہونگے۔ شیخ ایم ایچ قدوائی اور پرنس آغا خان انڈین مسلم ڈیلیگیشن کی طرف سے شرکت کرینگے۔

(۵)

شاندار اسلامی تقریب

(از ووکنگ نیوز اینڈ میل)

ماہ رمضان کے اختتام پر جمعرات کے دن عید الفطر کی تقریب منائی گئی۔ علے الصباح ایک کثیر جماعت نے نماز پڑھی اور مصطفیٰ خان صاحب امام مسجد نے سورۂ آلِ عمران سے چند آیات تلاوت کیں۔ اور پانچ ارکان اسلام کو بیان کیا۔ لارڈ ہیڈلے پریزیڈنٹ برٹش مسلم سوسائٹی نے بذریعہ ٹیلیفون خبر دی۔ کہ مجھے اپنے شریک نہ ہونے پر افسوس ہے۔ مندرجہ ذیل

اصحاب اس موقعہ پر موجود تھے - ٹرکی کے منتظم امور بمعہ عملہ - بادشاہ کے چار
ہندوستانی اردلی بمعہ عملہ پرنس کروہی - پرنس صدیق ریاست منگرول
ڈاکٹر لین مسٹر اور مسز اصفہانی - مسٹر لوگرو اور مسٹر برل حاضرین میں
بہت سے ایشیائی لباس میں تھے جسمیں عرب - عجم - ترک - ہندوستانی شامل
تھے - تقریباً تمام رُوئے عالم کے لوگ موجود تھے - اور ایک پُر لطف نظارہ تھا +
بہت سے احباب نے مسجد کا معائنہ کیا - پھر سب نے دوپہر کا کھانا
میموریل ہوس میں تناول کیا - شام کے وقت ہندوستانی سپاہیوں کی
قبروں کو دیکھا جن کیلئے ووڈہم میں ایک الگ قبرستان ہے - تمام تقریب میں
یورپین اور ایشیائی قوموں میں باہم نہایت برادرانہ سلوک رہا +

اِس موقعہ پر بعض فوٹو گرافر بھی پریس ایجنسی کی طرف سے آئے ہوئے تھے
جنہوں نے نماز کے بعد خطبہ کے اور پھر بغلگیر ہونے والوں کے فوٹو لئے جنمیں
سے بعض دوسرے دن روزانہ پکٹوریل اخباروں میں شائع بھی ہوئے - گویا
اللہ تعالٰی کے فضل و کرم سے تمام انگلستان میں اسلام کا اشتہار ہو گیا - اللہ تعالٰی
اسے بابرکت کرے - اور بہت سے عمدہ ثمرات اس سے پیدا ہوں - والسلام

خاکسار دوست محمد از مسجد ووکنگ انگلستان

رسید زر

امداد مشن جناب منہاج الدین صاحب ملتان ... صہ/
" جناب مرزا رحمت بیگ صاحب مالاکنڈ ... عمہ/
" " ڈاکٹر غلام محمد صاحب لاہور ... ۳۳ روپے
تقسیم مفت " ایم ابن غنی صاحب گوجرانوالہ ... ۱۴/
امداد مشن " مسز اے ایس سعید - برار ... صہ/
" - جناب اصغر علی صاحب ہلہ - عراق عرب ... ۸ روپے
" " بابو محمد اسحٰق صاحب سنگر ... ۵ روپے
" " شہاب الدین صاحب - نوشہرہ ... ۲۰ روپے
تقسیم مفت " کرنل الطاف علی صاحب لدھیانہ ... ۱۰ روپے
" حضور ہز ہائینس حاجی محمد حمید خان صاحب بھوپال ۵ روپے

امداد مشن جناب ٹی محمد یوسف صاحب ٹملو ۱۰ روپے
" " محمد شریف خان صاحب صہ/
" " میاں محمد سلطان صاحب ہری پور عہ/
" " ڈاکٹر خالق داد صاحب صہ/
" " میاں خالق داد صاحب عمہ/
" " میاں اللہ بخش صاحب لدھیانہ صہ/
" " میاں زید بخش صاحب صہ/
" " خان علی احمد خان صاحب ڈلہوزی ۲ روپے
" " ایس ایم یوسف صاحب راجکوٹ صہ/

آنریری فنانشل سکرٹری ووکنگ مسلم مشن - لاہور

زمزمۂ شُکر

مُسلمانانِ ہند کیلئے ایک پیغام

گوئے توفیق وکرامت درمیان افگندہ اند

مجھے سرزمین اِنگلستان میں قدم رکھے ہوئے دو سال ہونے کو آئے ہیں۔ میں جب گھر سے چلا تھا۔ تو اشاعت اسلام کیلئے چلا تھا۔ اسی کام کو میں نے یہاں آکر کیا۔ اور خدا کے فضل سے اسمیں کامیابی نصیب ہوئی۔ چنانچہ جو حضرات اسلامک ریویو یا دوسرے اخبارات کو بالالتزام پڑھتے رہے ہونگے۔ ان کو معلوم ہوگا۔ کہ بہت سے انگریز اور لیڈیاں میرے ہاتھ پر حلقہ بگوش اسلام ہوچکی ہیں۔ ذالك فضل اللّٰه یوتیه من یشاء لیکن عیسائیوں کو مسلمان کرنے کے علاوہ مجھے خدا تعالیٰ نے اشاعت اسلام کے ایک شعبہ میں بھی توفیق عنایت فرمائی جس کیلئے میں سجداتِ شکر بجا لاتا ہوں۔ اور ان سطور کے ذریعہ اپنے دوستوں کو یہ خوشخبری سُناتا ہوں +

جو لوگ اِنگلستان کو دیکھ چُکے ہیں۔ وہ خوُب جانتے ہیں کہ یہاں کے اخبارات اور علمی حلقے غیروں کیلئے بند ہیں۔ یہ ملک یُوں تو آزاد ہے۔ مگر مجال نہیں کہ کوئی غیر اس کے مُعزّز اخبارات میں اپنی آواز اُٹھا سکے۔ زمیندار کے پُرانے پرچوں کو دیکھ لو۔ اُن میں بھی یہی رونا رویا ہؤا ہے۔ کہ مولوی ظفر علیخاں صاحب جو مضامین لکھتے ہیں وہ مسترد ہوجاتے ہیں۔ خود میرے مُکرم ومعظّم دوست خواجہ کمال الدین صاحب کو اسی لئے اسلامک ریویو جاری کرنا پڑا۔ کہ اسی ڈھب سے وہ اپنی آواز

یہاں کے لوگوں تک پہنچا سکیں۔ مجھے یاد پڑتا ہے۔ کہ پچھلے دنوں جب مولینا سلیمان ندوی یہاں تشریف لائے ہوئے تھے۔ تو انہوں نے ایک جدید الاشاعت انگریزی رسالہ برٹن اینڈ انڈیا میں جو بعد میں بہت جلد بند ہو گیا۔ اپنے کسی مضمون کا ترجمہ چھپوایا تھا۔ اور ہندوستان کے اخبارات میں اس کا ذکر نہایت بلند آہنگی سے کیا گیا تھا۔ غرض یہ ایک مانی ہوئی بات ہے۔ کہ یہاں کے معزز اخبارات کسی غیر کا مضمون نہیں چھاپتے لیکن اِس شق خاص میں میرے ساتھ خدا تعالیٰ کا معاملہ بالکل علیحدہ ہوا۔ میں نے آتے ہی خلافت پر ایک مضمون لکھا۔ اور وہ تمام و کمال ویسٹ منسٹر گزٹ جیسے معزز اور کثیر الاشاعت پرچے میں چھپ گیا حالانکہ انگریزوں کے لئے وہ مضمون بہت کڑوا کسیلا تھا +

اس سے بھی بڑھ کر خدا کا ایک اور فضل ہوا۔ یہاں آجکل ایک جامع العلوم یونیورسل انسائیکلوپیڈیا کے نام سے چھپ رہا ہے جس کے کارپردازوں نے اعلان کیا ہے۔ کہ یہ کتاب تقریباً پچپن حصوں میں ختم ہوگی۔ اس جامع العلوم کے ایڈیٹر نے کچھ عرصہ ہوا۔ ایک مضمون قرآن مجید پر کسی سے لکھوایا۔ اور میرے پاس صحت کیلئے بھیجا یہ مضمون پانچ چھ سطر کا تھا۔ اور اسمیں بھی تمسخر کی چٹکی لی ہوئی تھی میں نے جواب میں لکھا۔ کہ یہ مضمون بالکل غلط اور نامکمل ہے۔ اگر کم از کم نصف کالم میرے لئے وقف کیا جائے۔ تو میں خود مضمون لکھ سکتا ہوں۔ ایڈیٹر نے نہایت خوشی سے منظور کیا۔ اور لکھا کہ اگر آپ مضمون لکھیں۔ تو نصف کالم نہیں۔ سالم کالم آپ کی نذر ہے۔ چنانچہ میں نے اس موقعہ کو غنیمت سمجھ کر قرآن مجید پر نسبتاً ایک مکمل اور مفصل مضمون لکھا۔ جو تقریباً سوا کالم میں آیا۔ اور جسمیں قرآن مجید کے نزول جمع اور تحریر و ترتیب کے حالات فصاحت و بلاغت کی کیفیت آخری

کتاب ہونے کا امتیاز۔ آنحضرت صلعم کی نبوت اور اسلام کی تعلیم وغیرہ مسائل کو بطریق اختصار بیان کیا۔ اڈیٹر نے اسے نہایت خوشی سے چھاپا۔ اور جو معاوضہ مجھے دیا گیا۔ وہ میں نے یہاں کے غریب نومسلموں میں تقسیم کر دیا +

یہ کتاب لاکھوں کی تعداد میں شائع ہو گی۔ اور آیندہ ہوتی رہیگی میں خدا لاکھ لاکھ شکر کرتا ہوں۔ کہ اس نے محض اپنے فضل سے مجھے اعلائے کلمۃ اللہ کی توفیق عنایت فرمائی۔ اور اغیار کے ہاتھوں سے اسکی اشاعت کرائی فالحمد للہ علی ذالک +

اِس کے بعد میں نے اڈیٹر صاحب کو لکھا۔ کہ میں اسلام اور رسول اللہ صلعم پر مضمون لکھ سکتا ہوں لیکن جواب آیا۔ کہ افسوس ہم یہ مضمون مدت سے لکھوا چکے ہیں۔ ہاں آپ کے ملاحظہ کیلئے پروف بھیجدئے جائیں۔ تاکہ آپ اس کو صحیح کر سکیں۔ چنانچہ اس مضمون کے پروف میرے پاس آئے۔ اور ساتھ ہی اڈیٹر نے لکھا۔ کہ جن باتوں پر آپ کو اعتراض ہو۔ وہ آپ قلمزن کر دیں یہ مضمون ایک عیسائی پروفیسر کا لکھا ہوا تھا۔ اور جیسے کہ اُمید تھی۔ آنحضرت صلعم کے متعلق غلط بیانیوں سے کام لیا گیا تھا۔ میں نے اڈیٹر کو مضمون نویس کی غلطیوں کی طرف توجہ دلاتے ہُوئے لکھا۔ کہ اگرچہ سارا مضمون ہی تعصب اور دشمنی کے رنگ میں ڈوبا ہوُا ہے۔ لیکن جن فقروں پر میں نے نشان کیا ہے۔ وہ ضرور حذف ہونے چاہئیں۔ کہ خلاف واقعہ اتہامات ہیں۔ اس سے کم ازکم یہ فائدہ ہو گیا۔ کہ آنحضرت صلعم کی ذات پر جو غلط الزام تھے۔ انکی اشاعت رُک گئی۔ اور یہ بھی کچھ کم شکر کا مقام نہیں +

میرے دوستو! انگلستان ایک علمدوست ملک ہے۔ یہاں علوم وفنون کے دریا بہتے ہیں۔ علم وحکمت کے چشمے اُبلتے ہیں۔ اس علمدوستی سے فائدہ اُٹھا کر اسلام کے بعض دشمنوں نے اسلام کے متعلق طرح طرح کی غلط فہمیاں پھیلا رکھی ہیں تھیٹروں کو دیکھو۔ تو انہیں اسلامی حکایات وروایات پر تمسخر اڑائے جاتے ہیں

کتابوں کو پڑھو۔ تو ان میں اسلام کے خلاف زہر اگلا ہوا ہے۔ اور طرفہ یہ ہے۔ کہ بعض مصنفین اس حکمت عملی سے زہر ٹپکاتے ہیں۔ کہ بظاہر شہد معلوم ہوتی ہے۔ اور پڑھنے والا سمجھتا ہے۔ کہ یہ شخص بڑا محقق ہے اسلام کے متعلق پوری واقفیت رکھتا ہے۔ اور بلا تعصب لکھتا ہے۔ اخباروں کو دیکھو تو ان میں بھی انہی خیالات کا عکس ہوتا ہے۔ جو اس قسم کی غلط فہمیوں اور دروغ بافیوں سے قدرتی طور پر پیدا ہو سکتے ہیں۔ اس پر مشکل یہ کہ یہاں کے علمی حلقوں میں ہماری رسائی ایک کٹھن منزل ہے۔ ہر ایک معزز پرچے کے نامہ نگار خصوصی مقرر ہیں۔ جن کی بات گویا پتھر پر لکیر ہے۔ اگرچہ حکومت کا کوئی مذہب نہیں۔ اور اس کی پالیسی غیر متعصبانہ اور غیر جانبدارانہ ہے لیکن رائے عامہ کے سیلاب کو کون روک سکتا ہے +

میرے دوستو! ہر چند کہ مشکلات ہیں لیکن بہر حال ہمت کرنی چاہئے ہمت مرداں مدد خدا۔ تم میں بھی اہل علم موجود ہیں۔ تم بھی علم کے دریا بہاؤ بزرگوں کے نام روشن کرو۔ اسلام کے منور چہرے پر جو خاک اغیار نے ڈالی ہے۔ اسے واقعات اور تاریخ کے پانی سے دھو ڈالو۔ قلم کا مقابلہ قلم سے کرو۔ تلوار کا وقت نہیں۔ اور نہ تلوار کا کام +

میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ انگلستان کے لوگ اکثر حق پسند ہیں لیکن تم حق پیش کرنے کے لئے ہمت بھی کرو۔ تعصب اور غلط فہمی کے بادل اب چھٹتے جاتے ہیں۔ محقق لوگ تمہاری بات سننا چاہتے ہیں لیکن تم اگر منہ میں گھنگھنیاں ڈالے بیٹھے رہو۔ تو قصور تمہارا ہے۔ تم میں سے بہت لوگ انگریزی پڑھتے ہیں۔ لیکن دفتر کی کلرکی یا مدرسہ کی مدرسی کیلئے یا بڑی بہادری کی۔ تو سول سروس کے لئے۔ علم کو علم کیلئے یا قوم و مذہب کی خدمت کے لئے کوئی نہیں سیکھتا۔ حالانکہ زندہ قوموں کی زندگی علوم و فنون سے ہے۔ اگر اسلام کی اشاعت کرنا چاہتے ہو تو علوم سیکھو۔ اور

انکی اشاعت کرو۔ کہ تمہارا مذہب علوم کے گہوارے میں پلا ہے
اگر سیاسیات کے میدان میں گھوڑے دوڑانا چاہتے ہو۔ تو تحصیل علوم کی فکر کرو
کہ آج دُنیا میں علم وحکمت ہی کی حکومت ہے +

گوئے توفیق وکرامت درمیاں افگندہ اند
کس بمیداں رُو نمے آرد سواراں را چہ شد

ووکنگ ۔ انگلستان } مصطفٰے خاں

سنگاپور میں خواجہ صاحب کا خیر مقدم

ہم اپریل کے رسالے میں لکھ چکے ہیں کہ خواجہ کمال الدین صاحب سنگاپور تشریف لیگئے ہیں۔ جہاں آپنے اسلام کے مختلف پہلوؤں پر لیکچر دیے ہمیں اب آپ کے توقف کا مفصل حال پہنچگیا ہے۔ اور ہمیں خوشی ہے کہ مسلمانان سنگاپور نے آپ کا پرجوش استقبال کیا۔ اور انہوں نے مسلم ووکنگ مشن کی امداد کے لئے ایک سوسائٹی قائم کی ہے مسٹر فادر جو سنگاپور کے مشہور باشندے ہیں۔ اور تبلیغ اسلام میں نہایت دلچسپی لیتے ہیں۔ اس سوسائٹی کے مُربی اور منتظم ہیں مسٹر سُلطان اسلام کیلئے بہت کچھ کرتے ہیں۔ اور خواجہ صاحب کی انہوں نے قابل قدر امداد کی ہے۔ جس کا ہم دلی شُکریہ ادا کرتے ہیں دو ماہ تک خواجہ صاحب وہاں مسلمانوں کے مہمان رہے۔ جنہوں نے اسلامی مہمان نوازی سے اپنے معزز مہمان کی خاطر کی۔ انہوں نے خواجہ صاحب کو ایک ایڈریس بھی دیا۔ جو ذیل میں درج ہے :-

ہم اِس موقعہ پر جب کہ آپ سنگاپور کو الوداع کہہ رہے ہیں تہ دِل سے آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور انگلستان اور دیگر ممالک میں آپ کی اسلامی خدمات کو بنظرِ استحسان دیکھتے ہیں۔ ایک وقت تھا۔ جب کہ مغرب

میں اسلام اپنے صحیح معنوں میں نہیں سمجھا جاتا تھا۔ اور غیر مسلم اُسے تاریک سے تاریک رنگ میں پیش کرتے تھے۔ آپ وہاں تشریف لیگئے اور محنت شاقہ اُٹھا کر اسلام کی خوبیوں کو وہاں کے لوگوں پر ظاہر کردیا +

آپ کا ریویو بغیر کسی مبالغہ کے مغرب میں اسلام کا مشعل بردار ہے۔ اور جب آپ کا ریویو یہاں پہنچا۔ تو ہمیں معلوم ہوا کہ آپ وہاں خدمت اسلام کر رہے ہیں۔ ہم نے آپ کے ایثار کی قدر کی۔ اور آپ کی کامیابی کے لئے دعا بھی کی۔ ریویو میں ہم نے آپ کا فوٹو دیکھا۔ ہماری یہ آرزو تھی کہ آپ سے ملاقات کریں۔ خدا کا شکر ہے کہ ہماری خواہش پوری ہوگئی۔ آپ کے نام کی دنیا میں بہت شہرت ہے۔ اور جب سے آپ یہاں تشریف لائے ہیں ہم نے آپ کے لیکچروں اور ملفوظات سے بہت کچھ سیکھا ہے۔ امیر و غریب چھوٹے اور بڑے سب آپ کی خوش طبعی سادگی اور صدق دلی کی تعریف کرتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ انگلستان میں اپنے مشن کے کام میں سخت محنت اُٹھائی ہے۔ جس سے آپ کی صحت پر بہت بُرا اثر پڑا ہے۔ اور دنیا کے اس حصہ میں صحت کی خاطر آنا پڑا۔ لیکن بجائے آرام کرنے کے ہم دیکھتے ہیں۔ کہ آپ بدستور کام کر رہے ہیں +

ہماری دعا ہے کہ خداوند تعالیٰ آپ کو صحت عطا فرمائے۔ تاکہ آپ خدمت اسلام جاری رکھ سکیں۔ خداوند تعالےٰ آپ کو خیریت سے لے جائے۔ اور آپ کے انگلستان کے مشن کو کامیاب کرے +

سنگاپور ۲۶ مارچ سنہ ۱۹۲۱ء

رازِ حیات یا انجیل عمل

مصنفہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مسلم مشنری

عملی زندگی کا فوٹو۔ انسان میں قوت عمل پیدا کرنے والی کتاب۔ اپاہج سے اپاہج انسان میں محنت و مشقت کی رُوح پیدا کر کے اسے فارغ البال و آسودہ حال بنا دینے والی کتاب۔ مسلم قوم کو نجات دینے والا نسخہ بالکل تیار ہے۔ حجم ۲۴۸ صفحات۔ سائز ۲۰×۳۰ قیمت فی مجلد عمر

خواجہ عبد الغنی منیجر مسلم بک سوسائٹی۔ عزیز منزل لاہور سے مل سکتی ہے

حضرت مسیح علیہ السلام کا مذہب

مسیح ایک یہودی معلّم تھا

مسیح اس کلیسیا کا جو اس کے نام سے موسوم ہے رکن اوّلین تھا لیکن بانی نہ تھا۔ انجیل کو ایک سرسری نظر سے پڑھنے والا بھی اسی نتیجہ پر پہنچتا ہے ۱۹۱۷ء میں ایک دلچسپ بحث کیمبرج میں ہوئی جس کا مضمون یہ تھا کیا کلیسیا کے بانی حضرت مسیح ہیں۔ گرجا سینٹ پال لندن کے ڈین انج صاحب نے اپنا مضمون پڑھا۔ چند اور پادری صاحبان نے بھی مباحثہ میں حصّہ لیا۔ اگرچہ تقریباً سب پادری صاحبان بمعہ ڈین انج صاحب کے اس امر میں متفق الرّائے تھے۔ کہ حضرت مسیح نے یہودی مذہب میں نہ تو کوئی علیحدہ فرقہ بنایا اور نہ ہی اپنے پیروں کے لئے کوئی نیا دستور العمل تجویز کیا۔ پھر بھی ان پادریوں کو اس قدر ایمانی جرات نہ تھی کہ وہ اس امر کو کھلے الفاظ میں بیان کرتے۔ مسیح ایک یہودی عالم اور یہودیّت کی تعلیم دینے والا تھا۔ اس وقت کے لوگ اسے ایسا ہی تصوّر کرتے تھے۔ پھر یسوع مسیح نے پھر کر انہیں پیچھے آتے دیکھ کر ان سے کہا تم کیا ڈھونڈھتے ہو۔ انہوں نے اس سے کہا۔ اے ربّی (یعنی اُستاد) تو کہاں رہتا ہے (یوحنّا باب ۱۔ آیت ۳۸) وہی لوگ مسیح کے پاس رات کو آئے۔ اور اس سے کہا۔ اے ربّی ہم جانتے ہیں۔ کہ تو خدا کی طرف سے اُستاد ہو کر آیا ہے (یوحنّا باب ۳۔ آیت ۲) ہم اپنے قارئین کرام کے فائدے کے لئے ٹائمز مورخہ ۱۰۔ اگست ۱۹۱۷ء سے مندرجہ ذیل اقتباس درج کرتے ہیں:

کلیسیا کی بنیاد

کیمبرج کانفرنس کا مباحثہ

(Modern churchmen) جدید کلیسیہ کی کانفرنس کا اجلاس

زیر صدارت پروفیسر پرسی گارڈنر (Percy Gardener) کل پھر گرٹن کالج کیمبرج (Girton College Cambridge) میں شروع ہوا۔ ڈین انج صاحب (Dean Inge) نے مضمون زیر عنوان "کیا کلیسیا کے بانی حضرت مسیح ہیں" پڑھا۔ جس میں انھوں نے بیان کیا کہ حضرت مسیح کے ہمعصر ان کو نبی سمجھتے تھے۔ اور حضرت مسیح نے یہودی مذہب میں کوئی علیحدہ فرقہ نہیں بنایا۔ اور نہ ہی اس کے مقابل میں کسی اور نظام کو جاری کرنا چاہا۔ انھوں نے روحانی آزادی کا اعلان کیا۔ اور اپنے زمانے اور ملک کے رسم و رواج کو قبول کیا۔ اب یہودیت سے قطع تعلق امر لابدی تھا۔ لیکن انھوں نے عیسائیت کے دستور العمل کی بنیاد نہ رکھی +

جے۔ آر۔ ولکنسن صاحب (Rev. J. R. Wilkinson) نے مباحثہ شروع کیا۔ وہ بھی ڈین انج صاحب کے ہمخیال تھے۔ سی۔ ڈبلیو ایمٹ (Rev. C. W. Emmet) بشپ مرسر (Bishop Mercer) پادری پیٹرسن (Rev. L. Patterson) اور دیگر لوگوں نے بھی مضمون پڑھے آرچڈیکن فورڈ (Archdeacon Ford) نے ڈین انج صاحب کے سوال "کیا کلیسیا کے بانی مسیح ہیں" کا جواب مثبت میں دیا۔ اس پر مسٹر پرنگل (Mr Prungle) نے کہا کہ صرف (Archdeacon Ford) ہی ایک شخص ہیں جنھوں نے دوران مباحثہ میں اس سوال کا جواب مثبت میں دیا ہے بشپ مرسر (Bishop Mercer) نے کہا۔ کہ میرے خیال میں حضرت مسیح کی تعلیم سے قدرتی طور پر کلیسیا بن گیا۔ سی۔ ڈبلیو۔ ایمٹ (Rev. C. W. Emmet) نے جواب دیا۔ کہ میں نے بھی صاف طور سے یہی کہا ہے ڈین انج (Dean Ingle) نے کہا میری بھی یہی رائے ہے مسٹر پرنگل (Mr Prungle) نے معافی مانگی۔ اور کہا کہ میں افسوس کرتا ہوں۔ کہ ان اصحاب نے صاف الفاظ

استعمال نہیں کئے +

حضرت مسیح نے یہودی مذہب سے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تعلیم کے موافق تھا ذرہ بھی علیحدگی اختیار نہیں کی۔ بلکہ وہ خود قانون موسوی کے پابند اور معلّم تھے " یہ خیال مت کرو کہ میں قانون کو توڑنے یا پیغمبروں کی مخالفت کرنے آیا ہوں۔ بلکہ اس کو پورا کرنے کیلئے آیا ہوں" مرقس (باب ۷ آیت ۵) یہ الفاظ ایک نئے کلیسیا کے بانی کی زبان سے نہیں نکل سکتے۔ بلکہ اسکی زبان سے جو پیغمبروں کی تعظیم اور اُن کے نقش قدم پر چلنے کیلئے آیا ہو۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مذہب سے کچھ کمی کرنے یا اسمیں زیادتی کرنے کے لئے نہیں آیا۔ جب ایک نوجوان نے آپ سے پوچھا مجھے زندگی کے لئے کیا کرنا چاہئے۔ اُسے جواب میں کہا۔ قانون کی بجا آوری۔ اِن تمام باتوں سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موسوی قانون کی مطابعت کرتے تھے۔ اور آپ نے اس سے علیحدگی اختیار نہیں کی۔ اس زمانے کے لوگ زیادہ تر مذہبی رسُومات کے پابند تھے نہ کہ مذہبی اصُولوں کے۔ وہ قانون کے الفاظ کی پرستش کرتے تھے نہ اسکے اصلی معنوں کی۔ وہ ظاہری طور پر اپنے آپ کو اچھا ظاہر کرتے تھے لیکن انکے باطن زیادتیوں اور ظلم سے پُر تھے۔۔ وہ لمبی نمازیں پڑھتے لیکن بیواؤں کے گھروں پر بیجا تصرف کر لیتے تھے۔ وہ پیداوار کا دسواں حصّہ دیتے لیکن قانون کے اہم امُور انصاف۔ رحم اور ایمان کو نظر انداز کر دیتے تھے۔ وہ ایک سفید مقبرہ کی مانند تھے جو بظاہر خوبصُورت معلوم ہوتا ہے لیکن اندر مُردہ ہڈیوں اور نجاست سے پُر ہے۔ ایسے زہریلے سانپوں کی نسل کے لئے حضرت مسیح مصلح ہو کر آئے۔ تاکہ اُن کو اس دوزخ کے عذاب سے آگاہ کریں جس سے وہ رہائی نہیں پا سکتے۔ وہ جاہل اور اندھے تھے۔ آپ انکی آنکھیں کھولنے کے لئے آئے۔ خانۂ خدا قزاقوں کی غار بنا ہوا تھا۔ آپ اس کو پاک کرتے

کے لئے آئے۔ خدا کے مندر میں دنیاوی خرید و فروخت ہوتی تھی۔ آپ اُسے عبادتگاہ بنانے کیلئے آئے۔ یہ حضرت مسیح کی زندگی کا مقصد تھا۔ اور یہی مقصد ایک نبی اور مصلح کا ہوتا ہے۔ یا یوں کہئے کہ ایک ربی (یہودی معلم) کا لیکن یہ مقصد اس شخص کا نہیں ہوسکتا۔ جو ایک نیا مذہب جاری کرنے آیا ہو۔ وہ اپنے پیروؤں کو ربی کہنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ کیونکہ وہ خود اپنے وقت کے ربی اور یہودیت کے معلم تھے +

"اپنے آپ کو ربی مت کہو۔ کیونکہ ایک تمہارا آقا ہے۔ اور تم سب بھائی ہو" (مرقس باب ۸۔ آیت ۲۲) +

وہ لوگ انتقام لینے کے بہت عادی تھے۔ جس سے اُن کے دل سخت ہوگئے تھے۔ اور رحم کی جگہ باقی نہ رہی تھی۔ آپ انکی تیزی کو کم کرنے اور قوم کو تحمل سکھانے آئے تھے۔ اسلئے وہ دانت کے بدلے دانت اور آنکھ کے بدلے آنکھ کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ بلکہ ان کو بدی کے سامنے سر جھکانے کی تعلیم دیتے تھے۔ آپ نے فریسیوں فقیہوں کی بیوقوفی اور منافقت کو ظاہر کیا۔ لیکن انکی عزّت کرتے۔ کیونکہ وہ سرچشمۂ قانون تھے۔ وہ اپنے پیروؤں اور عام لوگوں کو نصیحت کرتے کہ:-

"فریسی اور فقیہہ حضرت موسیٰ کی گدی پر بیٹھے ہیں۔ پس جو کچھ وہ تمہیں بتائیں کرو اور مانو لیکن ان کے سے کام نہ کرو۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں اور کرتے نہیں"۔ (متی باب ۲۳ آیت ۴-۱) +

حضرت مسیح نے اس وقت کے موسوی مذہب میں ایک پرانی تعلیم کے پیرو کی حیثیت سے اصلاح کی کوشش کی نہ کہ اس شخص کی طرح جو دین سے منکر اور قانون کو رد کرتا ہے۔ وہ اعمال میں زیادہ قلب کی سچائی اور نیکی دیکھنے کے خواہاں تھے حضرت مسیح کہا کرتے تھے۔ تم کبھی خدا کی بادشاہت میں داخل نہیں ہوسکتے سوائے اسکے کہ تمہاری نیکی فریسیوں اور فقیہوں کی نیکی سے

بڑھ جائے۔ کیا یہ تمام امور آپ کو ایک نبی ایک سچے معلّم اور ایک پرانے مذہب کے مشرح کا رُتبہ دیتے ہیں۔ یا ایک نئے مذہب لانیوالے کا فریسی اور فقیہہ۔ یا آپ کے پیرو اس غرض سے آتے کہ موسوی مذہب کے علم میں آپ کا امتحان لیں۔ وہ کبھی بھی حضرت مسیح کو ایک نئے مذہب کا بانی تصوّر نہیں کرتے تھے +

مسیح ایک مُسلم تھا

حضرت مسیح نے اپنا مذہب خطبہ کوہی میں اس طرح بیان کیا "یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسُوخ کرنے آیا ہوں منسُوخ کرنے نہیں بلکہ پُورا کرنے آیا ہوں۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جبتک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں۔ ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلیگا۔ جب تک سب کچھ پُورا نہ ہو جائے۔ پس جو کوئی ان چھوٹے سے چھوٹے حکموں میں سے بھی کسی کو توڑیگا۔ اور یہی آدمیوں کو سکھائیگا وہ آسمان کی بادشاہت میں سب سے چھوٹا کہلائیگا۔ لیکن جو ان پر عمل کریگا۔ اور ان کی تعلیم دیگا وہ آسمان کی بادشاہت میں بڑا کہلائیگا (متی ۵-۱۷-۱۹) +

میں حضرت مسیح کے بعد کے احکام میں جو آپ نے آیندہ زندگی میں دیئے کہیں بھی مندرجہ بالا عقائد سے جو آپ نے جرأت کے ساتھ سکھلائے انحراف نہیں دیکھتا + وہ یقیناً کوئی نیا عہد نامہ نہیں لائے آپ نے پُرانے مذہب پر ہی زور دیا۔ اور جنت میں داخل ہونے کا انحصا پُرانے عہد نامہ کے عمل پر ہی رکھا۔ آپ نے کفارے اور عشائے ربّانی کی تعلیم نہیں دی لیکن فرمانبرداری اور احکام پر عمل پیرائی کا مذہب سکھایا آپ پولوس کی طرح قانُون کو لعنت نہیں سمجھتے۔ بلکہ ایک رحمت جانتے ہیں خطبۂ کوہی ایسے ایمان کی تعلیم دیتا ہے جو عمل میں تبدیل ہوسکتا ہے۔ نہ لوتھر

کے مطابق ایک ایسے ایمان کی جو بغیر عمل کے ہو۔ بالفاظ دیگر مسیح نے عیسائیت کی تعلیم نہیں دی بلکہ اسلام سکھلایا + آپ ایک پکے اور پرجوش مسلم تھے۔ اور قانونِ الہی اور خدائی احکام کی پابندی کے حامی تھے۔ اسمیں شک نہیں۔ کہ حضرت مسیح نے بہت سے حقائق بیان نہیں کئے۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ آپ کے حواری اُن کے سُننے کی طاقت نہیں رکھتے لیکن آپ نے اُن کو اپنے بعد ایک اور بڑے پیغمبر کی خوشخبری دی۔ اور کہا "حقائق کی روح رواں تمام سچائیوں کی طرف تمہاری رہنمائی کریگی۔ وہ اپنی نسبت خود نہیں بولیگا۔ جو کچھ وہ سُنیگا وہی کہیگا۔ وہ تمہیں آئندہ ہونیوالی باتوں سے آگاہ کریگا"+

پولوس کلیسیا کا بانی

یہ پیغام دیکر حضرت مسیح اپنے حواریوں سی علیحدہ ہوئے۔ جو کم و بیش اپنے آقا کے مذہب پر قائم رہے۔ جیسا کہ رسولوں کے اعمال (Acts of the Apostles) سے ظاہر ہوتا ہے لیکن ایک خرابی دوسری جانب سے وارد ہوئی۔ پولوس جو اور غیر لیسیوں کی طرح حضرت مسیح کا سخت دشمن تھا۔ آپ کے بعد موقعہ پر ظاہر ہوا اس سے پہلے بھی وہ اپنے قبیلے میں سے کسی کو خوش کرنے کے لئے حضرت مسیح کے پیروؤں کو ایذا پہنچاتا تھا لیکن اپنے مطلب میں کامیاب نہ ہو سکا۔ اس امر نے پولوس کو دوسری جانب جا کر پناہ لینے پر مجبور کر دیا۔ اسلئے وہ اپنے رویا کی حکایت (Story of Vision) لیکر مسیح کے حواریوں میں جا شامل ہوا۔ انہوں نے اس کا استقبال تو کیا لیکن دل شبہ سے خالی نہ تھے۔ اس نے بارہ حواریوں میں جگہ لی۔ اور نئے مذہب کے جوش میں بجائے محبت اور قدر دانی کے دشمنی اور نفرت پیدا کر دی۔ اُسے بھی لوگ دشمنی اور نفرت کی نگاہ سے دیکھنے لگے۔ اسلئے اس نے اپنا وطن چھوڑ کر یونان میں پناہ لی + یہاں آکر اس نے سوچا کہ اُسے بھی ویسا ہی کرنا چاہیئے۔ جیسا کہ

رومن لوگ روم میں کرتے ہیں یعنی وہ ضمیر کی آواز کو نہ سُنیگا - وہ خود تسلیم کرتا ہے - کہ اگر اُسے کچھ لوگوں نے رد کر دیا وہ اَوروں کو اپنے مقصد میں شامل کرنے کیلئے سب کچھ کر گذریگا۔

"جو لوگ شریعت کے ماتحت ہیں - اُن کے لئے میں شریعت کے ماتحت بنا - تاکہ شریعت کے ماتحتوں کو کھینچ لاؤں - اگرچہ خود شریعت کے ماتحت نہ تھا - بےشرع لوگوں کے لئے بےشرع بنا - تاکہ بےشرع لوگوں کو کھینچ لاؤں"۔ (کرنتھیوں باب ۲۱ - آیت ۲۰) +

وہ اپنی جماعت کے لوگوں کی مخالفت کو دور کرنے کیلئے انہیں قانون کی تلقین کرتا لیکن جب خود سر رومیوں کو خطاب کرتا تو قانون کو ایک لعنت کہتا اس کے سابق حالات کے سبب یہودیوں میں اُسے کامیابی کی بالکل اُمید نہ رہی - وہ یونانیوں کو اپنے ہمراہ نہیں کر سکتا تھا - جب تک کہ انہیں خلاف ورزی قانون اور بُتوں کے چڑھاوے - اور مردار چیز کی اجازت نہ دیتا +

حضرت مسیح کے مذہب میں بُت پرستی پیدا ہوگئی

یونانیوں اور روم کے باشندوں میں تو پہلے ہی سے بیشمار دیوتاؤں کی حکایات مشہور تھیں - جن کی پیدائش دوشیزہ لڑکیوں کے پیٹ سے خیال کیجاتی تھی - اس بُت پرستی میں بسا اوقات دیوتا نار اصل ہوجاتے انہیں انسانوں سے خوش کرنے کا یہی بہترین طریقہ تھا کہ انکے مذبح پر بھینٹ چڑھائی جائے - کبھی کبھی دیوتا آسمان سے زمین کو دیکھنے کے لئے اُترتے - وہ انسانوں سے ملتے - اور ان کے معاملات میں شریک ہوتے - چند وجوہات سے بُت پرست دُنیا کو الیڈ کے زمانے سے ایسی ملاقات نصیب نہیں ہوئی - لوگوں کی دلی تمنا تھی - کہ کوئی آسمان سے اُترے - پولوس جس نے اپنے آپ کو بُت پرستوں کا رسول بنالیا تھا

اس آرزو کو پورا کرنے کے لئے آیا۔ تا کہ بے شرع لوگوں کو کھینچ لاؤں بے شرع لوگوں کیلئے بے شرع بنا" (کرنتھیوں)

اسلئے وہ ان کے طریق میں مداخلت نہ کرتا۔ اور نہ ہی اُن کو حضرت مسیح کے مذہب کی پیروی کرنے پر مجبور کرتا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مذہب کی اصلاح شدہ صورت میں تھا۔ وہ اُن کو ایک نئے خدا کی اطلاع دینے گیا کہ جیوپیٹر دوبارہ حضرت مسیح کے لباس میں نازل ہوا ہے تمام بُت پرست دُنیا نے اس نئے خُدا (مسیح) کا بڑے زور سے خیر مقدم کیا۔ اور جب پولوس نے کہا۔ خُدا نے اپنے فضل ہی سے یہ تمام امُور ظاہر کئے ہیں تو بیتُ المقدس کے عالموں نے خداوند تعالیٰ کی حمد کی ؛

بدقسمتی سے غیر ممالک میں مبلغ حضرت مسیح کی پاکیزہ اور سادہ تعلیم کی بجائے پولوس کے نو ایجاد کردہ عقائد کی پیروی کرتے ہیں۔ ہندوستان میں حضرت مسیح کو وہ کبھی کرشن مہاراج سے موسُوم کرتے ہیں۔ اور ہندوؤں کو کرشن مہاراج کی بجائے مسیح کو ماننے کیلئے کہتے ہیں۔ اس کے بعد چاہے وہ اپنے ہی اصولوں پر کاربند رہیں۔ حضرت مسیح کا پیرو بالکل حق بجانب ہے اگر وہ حضرت موسیٰ کے طریقوں کو بدل دے۔ وہ مذہبی رسُومات کو تبدیل کر کے شریعت پر حقیقی معنوں میں عمل پیرا ہونے کے لئے زور دے سکتا ہے۔ حضرت مسیح بھی اسی غرض کے لئے تشریف لائے تھے۔ کہ رسمی اور اصُولی امُور میں فرق ظاہر کر دیں۔ انہوں نے رسم کو بدل دیا لیکن وہ خود شریعت پر پُورے طور سے عمل کرتے تھے۔ ہم پولوس کی مداخلت کو بجا سمجھتے۔ اگر وہ رسمی امُور تک ہی محدُود رہتی۔ اُسے اپنے آقا کی اس حد سے تجاوز کرنے کا کوئی حق نہ تھا۔ اگر وہ ان حدُود میں رہتا تو اُسے بُت پرست دُنیا میں کبھی کامیابی نہ ہوتی۔ جیسا کہ وہ خُود تسلیم کرتا ہے اسکی کامیابی کا راز اسمیں تھا۔ کہ وہ شریعت کو درہم برہم کر دے۔ اور مذہب میں بُت پرستی

رائج کردے۔ تاکہ نئے شرع لوگوں کو کھینچ لاؤں" (کرنتھیوں) +

میں نے اکثر پولوس کے ان الفاظ پر غور کیا ہے۔ کیا ایسے الفاظ ایک دیانتدار مذہبی کارکن کی زبان سے نکل سکتے ہیں یا ایک ایسے شخص نے کہے ہیں۔ جو ہر ممکن طریق سے کامیابی کا خواہاں ہے۔ اور لوگوں کو اپنے ہمراہ شامل کرنا چاہتا ہے۔ اُس نے بُت پرستوں میں اپنے کارہائے نمایاں بیان کرکے عالموں سے اجازت لیلی کہ وہ بُت پرستوں کے لئے شریعت میں آسانی کردے لیکن اس نے اس جگہ کے یہودیوں کیخاطر تموتھی کے ختنے کرائے۔ حالانکہ وہ یونانی تھا۔ حضرت مسیح فریسیوں کی ریاکاری ظاہر کرنے کے لئے آئے تھے لیکن پولوس نے جیمز اور عالموں کو ریاکار بنادیا۔ انہوں نے لوگوں کو خوش کرنے کیلئے یا انہیں دھوکا دینے کیلئے پولوس کو ناصری کے عہد پر قائم رہنے کے لئے کہا۔ جیسا کہ عالموں نے رائے دی۔ کہ لوگوں کا اکٹھا ہونا ضروری ہے تاکہ وہ جان لیں کہ تُو آگیا ہے۔ اسلئے جو کچھ ہم تجھے کہتے ہیں اس پر عمل کر۔ ایسے عالموں کے ہاتھوں جو کلیسیا کے رُکن کہلاتے تھے۔ مذہب اپنی اصلی شکل میں لوگوں تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔ کلیسیا کی اوائل صدیوں کی تاریخ کو پڑھنے والا بہت سی ایسی مفسدہ پردازی کی مثالیں پاتا ہے حکمت عملی نے اگر مذہب کو پھیلانے میں آسانی پیدا کردی تو یقیناً مذہب نے ایک بالکل نرالی شکل اختیار کرلی۔ جو اس کے بانی کے وقت میں بالکل معدوم تھی +

حضرت مسیح بلاد غیر میں تبلیغ کی ممانعت کرتے ہیں

اگر حضرت مسیح اس مذہب میں جو انہوں نے لوگوں کو دیا مستند شخصیت رکھتے ہیں۔ تو پولوس کا بُت پرستوں کا نبی بن جانا ہماری نظروں میں ہرگز جائز نہیں +

حضرت مسیح بکھری ہوئی یہودی بھیڑوں کو جمع کرنے کیلئے آئے تھے۔ وہ موتیوں کو سؤروں کے سامنے نہیں پھینکتے تھے۔ اور بچوں کی روٹی کتوں کو دینے کی اجازت نہ دیتے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مذہب دوسروں کو اپنے مذہب میں داخل کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ حضرت مسیح جو شریعت پر پوری طرح عمل کرتے تھے۔ اخیر عمر تک اسی اصول پر قائم رہے بلادِ غیر میں تبلیغ ان کے طرزِ عمل کے خلاف ہے۔ اور انکے اصولوں کی بیحرمتی کرنا ہے۔ اگر انہوں نے بچوں کی روٹی کتوں کو دینے سے احتراز کیا۔ تو بلادِ غیر میں تبلیغ اُن کے دین سے اِلحاد ہے۔ اس اصول کی حمایت میں اگر کوئی (مرقس باب ۱۶) "تمام دُنیا میں جاکر ساری خلق کے سامنے انجیل کی منادی کرو"۔ کی طرف توجہ دلائے۔ تو یہ کہ دینا کافی ہوگا کہ مرقس کی آخری دس آیات جنہیں یہ حوالہ پندرھویں آیت پر موجود ہے محض جعلی آیات ہیں + جیمز اول کے عہد میں جن لوگوں نے پہلے پہل انجیل کا ترجمہ انگریزی میں کیا۔ وہ بھی اسبات کا اعتراف کرتے ہیں۔ انہوں نے ان آیات کے مقابل حاشیہ پر نوٹ لکھا ہے۔ کہ یہ آیات پُرانے عہد نامے میں نہیں ہیں یہ امر تمام انجیل شائع کرنیوالی سوسائٹیوں پر روشن ہے۔ اس پر بھی وہ ہمیشہ ان آیات کو بغیر حاشیہ کے نوٹ کے چھاپ دیتے ہیں۔ دیانتداری کا تو یہ تقاضا ہے۔ کہ ان کا رویہ اس کے برعکس ہونا چاہیئے۔ مندرجہ بالا وجوہات کے لئے پولوس پہلا شخص تھا۔ جس نے دوسروں کو حضرت مسیح کے مذہب میں داخل کرنا شروع کیا + مغربی ممالک میں یہ ملحدانہ کارروائی ہمارے زمانہ تک جاری رہی۔ اور اب انجیل چار اکناف عالم میں کسی مذہبی غرض سے نہیں پھیلائی جاتی۔ بلکہ اس نے ایک پولیٹیکل رنگ اختیار کر لیا ہے +

حضرت مسیح انجیل کے مطابق اور پولوس کے مطابق

پولوس نے جس رنگ میں حضرت مسیح کو پیش کیا ہے۔ وہ انجیل کے مطابق ایک

مختلف ہستی ہی۔ انجیل کے مطابق حضرت مسیح ایک نبی یا یہودی معلم کی حیثیت رکھتے ہیں نہ ایک ایسے شخص کی جو یہودی مذہب کے خلاف کوئی نیا نظام قائم کرنے آیا ہو۔ بلکہ آپ اس مذہب کے مصلح تھے۔ اور انکی ہمدردی صرف اپنی ہی قوم سے تھی۔ وہ یورشلیم کی یہودی بھیڑوں کو جمع کرنے کے لئے آئے تھے۔ جیسے مرغی اپنے بچوں کو بازو کے نیچے جمع کر لیتی ہے۔ آپ نے اپنے پیروؤں کا کوئی نیا نام تجویز نہیں کیا۔ یہ اینیٹاک کی کونسل کا پادری تھا۔ جس نے آپ کے پیروؤں کا نام عیسائی رکھا +

حضرت مسیح پولوس کے مطابق بلکہ میں کہہ سکتا ہوں کہ یوحنا کے مطابق بھی ایک مختلف شخصیت رکھتے ہیں۔ کیونکہ آخری انجیل حضرت مسیح سے کئی صدیوں بعد لکھی گئی۔ اور اس وقت جبکہ پولوس کا اثر کلیسا میں بڑے زور پر تھا۔ آپ اس عقیدے کے موافق۔ اعلیٰ پادری۔ ظل باریتعالیٰ۔ خدائے ثانی۔ خدا کے اکلوتے بیٹے اور خداوندتعالیٰ کے پہلو میں تخت پر جلوہ افروز۔ انسانی لباس میں خدا۔ نجات دینے والے جس نے گناہوں کا بوجھ اپنے اوپر لیلیا۔ شفاعت کرنے والے غذائے زندگی مانے جاتے تھے۔ اور ان پر ایمان لانا خداوندتعالیٰ کے نزدیک نیکیوں سے بھی زیادہ وقعت رکھتا ہے + ٹالسائی اور دیگر لوگوں نے حضرت مسیح اور پولوس میں کوئی موافقت نہ پاکر اس مشکل کا حل پولوس کے ترک کرنے میں ہی دیکھا۔ مجھے امید ہے کہ ہمارے قارئین کلیسیا کی اصلیت اور ان حالات میں دلچسپی لیں گے۔ جن کے ماتحت پولوس اور اسکے ہمشیریوں نے کلیسیا کو ایک نیا جامہ پہنایا +

اس میں شک نہیں کہ حضرت مسیح تمام حقائق ظاہر نہ کر سکے۔ اگر حضرت مسیح اور پولوس میں کوئی اختلاف نہ ہو۔ اور جس گرجا کی بنیاد پولوس نے رکھی۔ اس کے عقائد اور الہام دست انسانی سے پاک ہوں۔ تو ہم

تسلیم کر سکتے ہیں۔ کہ پولوس میں رُوح القُدس موجُود تھی جس کی مدد سے اُس نے تمام سچائی کو بیان کیا ہے جسے تسلی دینے والے نے حضرت مسیح کی پیشگوئی کے پُورا ہونے پر کہا۔ یہ جو انجیل یوحنّا کی ابتدا میں لکھا ہے کہ سب سے پہلے کلام تھا۔ اور کلام خدا میں تھا اور اس پر الُوہیت مسیحی کی بُنیاد رکھی جاتی ہے۔ اُس کو مسیح کی تعلیم سے تو کوئی تعلق نہیں۔ افلاطون نے جو نشاء عالم کا نظریہ لکھا ہے۔ اسمیں عقل اوّل یا کلام کو پیدائش عالم کا باعث ٹھیرایا ہے۔ مسیح کے پیدا ہونے سے پہلے یہ مسئلہ سکندریہ کے سکول فلاسفی میں دائر و سائر تھا۔ جس سے انجیل یُوحنّا کے لکھنے والوں نے اخذ کر لیا ہے مسیحی مذہب کے حامیوں نے پولوس کو ترک کر دیا۔ اسلئے اُس نے بُت پرستوں میں اپنا کام شروع کیا۔ جن کا شریعتِ مُوسوی پر عمل کرنا ایک محال امر تھا۔ پولوس نے حکمتِ عملی اور صلح سے مرّوجہ عقائد کو رد و بدل کر کے اپنے مذہب کے منوانے میں آسانی پیدا کر لی۔

"جو لوگ شریعت کے ماتحت ہیں۔ اُن کے لئے میں شریعت کے ماتحت بنا تاکہ شریعت کے ماتحتوں کو کھینچ لاؤں۔ اگرچہ خود شریعت کے ماتحت نہ تھا بےشرع لوگوں کے لئے بےشرع بنا۔ تاکہ بےشرع لوگوں کو کھینچ لاؤں۔ (کرنتھیوں باب ۲۱۔ آیت ۲۰)۔

اسکی اپنی قوم مسیح کی تلاش میں تھی جو حضرت داؤد کی بادشاہت کو پھر زندہ کرنے کے لئے آئیگا۔ یہ فلسفہ کہ سب سے پہلے کلام تھا اور کلام خدا میں تھا۔ بہت سے یہُودی عالموں کو پسند آیا۔ پولوس نے ان دونوں عقائد کو باہم ملا دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک مسیحی کلیسیا بنگیا۔

پولوس کے مکتوبات اور یُوحنّا کا بہت سا حصہ سکندریہ کے سکول فلاسفی سے بہت ملتا جُلتا ہے وہی کلام اور الُوہیت کا مسئلہ کہ حضرت عیسے مظہرِ خُدا ہیں۔ اور باپ کے دہنے ہاتھ کی طرف جلوہ افروز ہیں گناہ سے

پاک اور خالق اور مخلوق کے درمیان شفاعت کرینگے - اگر ان مسیحی کلیسیا کے اصولوں کی بنیاد فلاسفر فلو اور پولوس نے رکھی ہے - اور حضرت مسیح کے اپنے الفاظ ان اصولوں پر کوئی روشنی نہیں ڈالتے - تو ہم اس گرجا کی بنیاد خدا کی طرف سے نہیں سمجھتے - اور نہ ہی حضرت مسیح کو اس گرجا کا بانی مانتے ہیں +

کانسٹنٹائن پولوس کا نائب تھا

جس ہوشیاری سے پولوس نے نئے کلیسیا کی بنیاد رکھی - وہ شاہنشاہ رُوم کے تبدیل مذہب کے حکم صادر کرنے سے تکمیل تک پہنچ گئی ہیڈرین نے رؤسا اور مدبران ملک کے خلاف اپنا پولیٹیکل مقصد حاصل کرنے کی خواہش سے اور عوام کی مدد حاصل کرنیکے لئے جو زیادہ تر عیسائی تھے اور غلاموں کا رتبہ رکھتے تھے - ایک مسیحی گرجا بنانا چاہا - تاکہ مسیح کو بھی دیوتاؤں میں شامل کرلے - جو ہیڈرین پُورا نہ کرسکا - اس کے جانشین کانسٹنٹائن نے مکمل کیا - دیوتاؤں میں سے اُس نے اپولو کو اپنا مُربّی دیوتا سمجھا - اور سُورج کے دیوتا میں مسیح کا مظہر دیکھا - مذہب کی تبدیلی اس کے لئے برائے نام تھی - اس نے مندر میں اپولو کی جگہ حضرت مسیح کو دی - اور سُورج کی پرستش کو ویسے ہی برقرار رکھا - سنیچر عیسائیوں کے لئے سبت کا دن تھا حضرت مسیح بھی سنیچر کو سبت کا دن سمجھتے تھے - ان کے بعد تمام عیسائی دنیا سنیچر کو سبت کا دن سمجھنے لگی - کانسٹنٹائن نے سنیچر کی بجائے اتوار کو جو رُوم کی جنتری میں سُورج کا دن سمجھا جاتا ہے سبت کا دن مقرر کیا - صرف اسی بات میں اُس نے عیسائیت سے علیحدگی اختیار نہیں کی اس نے رومن طریق عبادت کو بھی برقرار رکھا - گرجا میں مذبح کا رُخ مشرق کی طرف ہوتا ہے جو طلوع آفتاب کی سمت ہے - راہب مرد اور عورتوں کا قرص آفتاب کی پرستش میں سر منڈوانا - گانیوالے لڑکوں کا گروہ جن کے ہاتھ میں لکڑیاں اور

اور موم بتیاں ہوتی ہیں۔ پادریوں کے سر کا لباس اور انکی قبا۔ یہ ان امور میں سے چند باتیں ہیں۔ جو پولوس نے حضرت مسیح کے مذہب میں شامل کردیں۔ مذہب میں جو تبدیلی واقعہ ہوئی وہ صرف اسیقدر تھی۔ کہ اپولو کی بجائے حضرت مسیح کی پرستش شروع ہوگئی۔ یہ تبدیلی ایک بُت پرست رومن کو ناگوار خاطر نہ گذری۔ وہ معمول کے مطابق اپنی جائے پرستش میں جاتا تھا۔ اس نے نئے مذہب کو بھی پُرانی رسُوم کے مطابق پایا۔ اور صرف دیوتا کے نام میں تبدیلی واقع ہونا اس کیلئے کوئی اہم امر نہیں تھا۔ پہلے اپولو کی پرستش ہوتی تھی۔ اب مسیح کی پرستش شروع ہوگئی۔ دوسری طرف عیسائیوں نے اس تبدیلی کی اہمیت اسمیں دیکھی کہ بجائے اپولو کے اب ان کے آقا حضرت مسیح کی پرستش ہونے لگی۔ اور باوجودیکہ وہ طبقۂ غلامان سے تعلق رکھتے تھے انہوں نے اب پرستش آفتاب کے تمام لوازمات کو بجالانا ضروری نہ سمجھا۔ اگر لوگوں میں اس کے خلاف کوئی آواز بلند ہوئی بھی تو بادشاہ کے لئے ان کو سمجھا بجھا کر الطاف شاہانہ سے اس تحریک کو روک دینا ایک آسان کام تھا۔ کانسٹنٹائن نے اس دورُخی سے اپنا پولیٹیکل اقتدار بحیثیت ایک بادشاہ کے قائم رکھنا چاہا۔ لیکن حضرت مسیح کا حقیقی مذہب ہمیشہ کیلئے مغربی کلیسیا سے معدوم ہوگیا۔ کیتھولک گرجے کی اندرونی حالت اور اسکی شان وشوکت پرستش اپولو کی یادگار ہے +

مغرب میں علوم مذہب کا انحصار پرانے زمانہ پر

مجھے اکثر اسبات سے بہت تعجب ہوا ہے۔ اور میں اِس کا سبب دریافت نہیں کرسکا۔ کہ مغربی دماغ علوم مذہب میں کیوں اس قدر زمانہ سلف کی غلامانہ پیروی کرتا ہے۔ اوّل تو میں یہی نہیں سمجھ سکتا کہ پولوس کو وہ مذہب میں کیوں بطور سند سمجھتے ہیں۔ جس مقام پر وہ حضرت مسیح سے خلاف ورزی اور نئے عقائد بیان کرتا ہے اُسے ترک کرنا لازم ہے۔ حضرت مسیح چاروں اناجیل

کے مطابق اور جیسا پولوس نے ان کو ظاہر کیا ہے دو الگ ہستیاں رکھتے ہیں۔ ہبوط آدم کا عقیدہ ناراض دیوتا کا آدم کی اولاد سے دوبارہ رشتہ صلح قائم کرنا نیا اور پُرانا آدم۔ کفارہ۔ شریعت الٰہی انسان کے لئے زحمت ہے۔ اسکے ذریعہ دُنیا میں موت وارد ہوئی۔ شریعت الٰہی کی زحمت کی بجائے حضرت مسیح کا صلیب پر چڑھ کر کفارہ ہو جاتا۔ یہ تمام عقاید پولوسی بدعتیں ہیں جن کا نام تک بھی حضرت مسیح اور ان کے حواریوں کو معلوم نہ تھا۔ یہ راز سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ اِن بدعتوں کو حضرت مسیح کی تعلیم کے مقابل کیوں ترجیح دیجاتی ہے۔ ممکن ہے کہ بُت پرستوں میں اسکے مذہب پھیلانے کے جوش نے یا اس کے شہید ہونے کے سبب اِس میں تقدیس کا رنگ آگیا ہو۔ لیکن کانسٹنٹائن کی بابت ہم کہ سکتے ہیں کہ وہ ہرگز مذہبی شخصیت نہیں رکھتا۔ اور دینیات کے مُعاملہ میں وہ کوئی سند نہیں۔ پھر بھی تمام عیسائی دنیا اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتی ہے۔ اور مَیں کہ سکتا ہوں۔ کہ اس کا اثر مغربی کلیسیا میں حضرت مسیح اور پولوس سے بھی زیادہ ہے +

سبت کا ماننا ایک مذہبی رسم ہے۔ خداوند تعالیٰ نے دُنیا کو چھ دن میں پیدا کیا۔ اور ساتواں دِن آرام کا تھا۔ سنیچر کا دِن آرام کے لئے تھا نہ کہ اتوار کا دن۔ یہ امر انجیل سے ثابت ہوسکتا ہے۔ اور اسی پر حضرت مسیح کا عمل کرنا اسکی تائید کرتا ہے +

اگر بنی اسرائیل سبت کا دن معلوم کرنے میں غلطی پر تھے تو حضرت مسیح جو خدا ہی تھے۔ اسمعاملہ میں ان کی اصلاح کر دیتے لیکن انہوں نے بھی سنیچر کو ہی سبت کا دن سمجھا۔ اور ان کے بعد آپ کے حواری بھی اِسی پر عمل پیرا رہے۔ پولوس نے بھی جو مذہب میں بہت سی نئی باتوں کا مُوجد ہے سنیچر کو ہی سبت کا دن ٹھیرایا۔ اور تمام پُرانے

کلیسیا اسکی پیروی کرتے رہے۔ اگر اتوار حضرت مسیح کا دن نہیں بلکہ اپولو دیوتا کا دن ہے۔ تو کانسٹنٹائن جیسے پولیٹیکل دھوکہ باز کو ہرگز ایک نبی بننے کی اجازت نہیں دینی چاہیئے۔ اسکی مقصد براری اسمیں تھی کہ رومن لوگوں کے دلوں کو نئے مذہب کی طرف مائل کرے لیکن اس کے اس فعل سے بعدازاں مذہب میں بہت سی تبدیلیاں واقع ہوئیں اس وقت سے مغربی کلیسیا کی خودمختاری کھوئی گئی۔ اور اس نے ایک پولیٹیکل صورت اختیار کرلی جس سے شاہان وقت کے دلوں میں مذہبی تعصب ڈالا جاتا تھا۔ گرجا کے ممنبر سے بجائے مذہبی وعظ کے نظام مملکت پر لیکچر ہونے لگے۔ تمام تاریخ کلیسیا اسی بات پر دلالت کرتی ہے۔ اسقدر دور جانے کی حاجت نہیں۔ ہم ان خطبوں پر غور کرتے ہیں جو جنگ یورپ کے دنوں میں گرجا کے منبر سے ہوئے۔ مذہبی وعظ کی بجائے پولیٹیکل لیکچر ہونے لگے۔ اور خدا کے نزدیک میدانِ جنگ میں حصہ لینا اس کے احکام پر عمل کرنے سے بہتر خیال کیا جانے لگا۔ صلح کے شہزادے نے اپنا طریق بدل دیا۔ مسیحی نرمی اور تحمل کو فراموش کردیا گیا اور گرجا کے پادری میدانِ جنگ میں نظر آنے لگے۔ جو قرآن کریم پر اسلئے نکتہ چینی کرتے تھے۔ کہ اس میں اپنی حفاظت کے لئے ہتھیار اُٹھانے کی اجازت ہے۔ حضرت مسیح کے خُطبۂ کوہی کو پس پشت ڈالکر محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں آئے +

دس احکام میں سے چوتھے حکم کی پابندی حضرت مسیح کے وقت سے اب تک ہوتی رہی۔ لیکن اب اس کے حکم کی خلاف ورزی اس کے حامیوں کی طرف سے ہی ظاہر ہوئی۔ لڑائی سے پہلے وہ سبت کو مقدس دن سمجھتے تھے۔ چھ دن تجھے محنت اور کام کرنا چاہیئے۔ لیکن ساتواں دن تیرے خدا نے سبت کا رکھا ہے۔ اسمیں تجھے بالکل کام نہیں کرنا چاہیئے

لیکن پولیٹیکل ضروریات اسکی اجازت نہیں دیتی تھیں۔ اور پادری اپنے دستور کے موافق سلطنت کی رائے کا اظہار کرنے لگے۔ بچے بوڑھے خاندان کے تمام لوگ کھیتوں میں آلو بونے میں مشغول نظر آتے تھے۔ اس طرح عیسائیت کی ایک ہی یادگار حضرت مسیح کے حکم سے نہیں بلکہ سلطنت کے ایما پر مٹا دیگئی +

حضرت مسیح کا الوہیت سے انکار

حضرت مسیح نے کبھی الوہیت کا دعوے نہیں کیا۔ اور اس امر کی تصدیق انجیل کی پہلی تین کتابیں کرتی ہیں جس طرح پولوس نے حضرت مسیح کو ظاہر کیا ہے۔ آپ خود اس سے بالکل ناآشنا تھے۔ میں نے ان انجیلوں کو اس عزت کی نگاہ سے پڑھا ہے۔ جو ایک مسلم ایک نبی کیلئے دل میں رکھتا ہے۔ حضرت مسیح کے الفاظ کی تحویل اور تشریح کے بعد بھی میں نے کہیں نہیں دیکھا۔ کہ ان کی الوہیت ظاہر ہوئی ہو +

"تو خداوند اپنے خدا کو سجدہ کر اور صرف اسی کی عبادت کر (متی باب ۴ آیت ۱۰)

"خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے" (مرقس (باب ۱۲ آیت ۲۹) +

اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ اس قسم کے کلمات خدا کی زبان سے نہیں نکل سکتے۔ اور نہ ہی اسکی ذات کیلئے یہ موزوں ہو سکتے ہیں اگر اہل اسلام حضرت مسیح کی الوہیت نہیں مانتے تو انہیں معذور سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ وہ الوہیت کے مدعی سے کچھ اور توقع رکھتے ہیں۔ قرآن کریم میں ہم خداوند تعالیٰ کی بابت یہ الفاظ پڑھتے ہیں:۔

اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم لا تاخذہ سنۃ ولا نوم لہ ما فی السموات وما فی الارض من ذالذی یشفع عندہ الا باذنہ یعلم ما بین ایدیھم وما خلفھم ولا یحیطون بشیٔ من علمہ الا بما شآء وسع کرسیہ السموات والارض ولا یؤدہ حفظھما

وھو العلی العظیم ✦

معجزات حضرت مسیح

حضرت مسیح کی بابت کہا جاتا ہے۔ کہ آپ نے چند ایک معجزات دکھائے لیکن یہ بھی خداوند تعالیٰ کی مدد سے ہی ظاہر ہوئے۔ اگر آپ نے لعزر کو زندہ کیا تو پہلے دعا کی۔ اور پھر دعا کے مستجاب ہونے پر خداوند تعالیٰ کا شکر ادا کیا جب کبھی آپ کوئی معجزہ دکھاتے۔ تو اس امر کا اعتراف کرتے یہ سب خداوند تعالیٰ کی مدد سے ہوا "میں بدروحوں کو خدا کی قدرت سے نکالتا ہوں" (لوقا باب ۱۱ آیت ۲۰) ✦

اے باپ میں تیرا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ تو نے میری سن لی اور مجھے تو معلوم تھا۔ کہ تو ہمیشہ میری سنتا ہے۔ مگر ان لوگوں کے باعث جو آس پاس کھڑے ہیں ✦

میں نے یہ کہا۔ تاکہ وہ ایمان لائیں کہ تو ہی نے مجھے بھیجا ہے (یوحنا آیت ۴۱-۴۲ باب ۱۱)

جو کام مجھے باپ نے پورے کرنے کو دئیے یعنی یہی کام جو میں کرتا ہوں۔ وہ میرے گواہ ہیں۔ کہ باپ نے مجھے بھیجا ہے (یوحنا ۵ باب آیت ۳۶)

میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کرتا بلکہ جس طرح باپ نے مجھے سکھایا اسی طرح یہ باتیں کہتا ہوں (یوحنا باب ۸۔ آیت ۲۸) ✦

ابنیت مسیح

حضرت مسیح ہی صرف خدا کے اکلوتے بیٹے نہیں تھے حضرت یعقوب اور حضرت داؤد علیہ السلام بھی خدا کے بیٹے تھے ✦

یہودی محاورے میں خدا کے بیٹے سے خدا کے ساتھ قرب انسانی مراد ہے میرا باپ اور تمہارا باپ۔ ہمارا آسمانی باپ۔ میرا خدا اور تمہارا خدا ایسے کلمات اخوت انسانی قائم کرنے کے لئے استعمال کئے گئے۔ حضرت مسیح نے اپنے علم اور

اور طاقت کے محدود ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ اور اپنی روزانہ خوراک کیلئے خدا پر بھروسہ کرتے تھے۔ وقتاً فوقتاً آپ نے رضائے الٰہی کی پوری فرمانبرداری کا اظہار کیا۔ وہ خدا کی طرف سے نبی اور رسول ہوکر آئے تھے۔ اور جو کچھ آپ کو وحی ہوتا وہ آپ لوگوں میں ظاہر کرتے تھے۔

حضرت مسیح کا طرزِ کلام

اسمیں شک نہیں کہ بعض لوگوں کو حضرت مسیح کے طرزِ کلام کے سبب آپ کا اصلی مقصد سمجھنے میں غلطی لگی ہے۔ آپ کا مطلب سمجھتے وقت ہمیں یہ خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ حضرت مسیحؑ ایک مشرقی اِنسان تھے اور آپ کی طرزِ کلام بھی ایشیائی تھی۔ ہم مشرقی لوگ جب کبھی کلام کو پُرزور بنانا چاہتے ہیں۔ تو استعارہ اور تشبیہ کا زیادہ استعمال کرتے ہیں۔ ایک مغرب کا رہنے والا اگر اور مذہبی پیشواؤں کا غور سے مطالعہ کرے۔ جو مشرق میں ہوئے تو اس پر روشن ہو جائیگا کہ حضرت مسیحؑ نے کوئی نرالی بات نہیں کہی۔ بلکہ آپ نے وہی کہا جو دوسرے نبی مختلف الفاظ اور آوازوں میں کہتے رہے جس کا یہ عقیدہ ہو کہ اِنسان مظہرِ الٰہی ہے۔ وہ حضرت مسیح کی طرح میرا باپؑ کا محاورہ ہی استعمال کریگا۔ قرآن کریم کے مطابق ہر ایک انسان میں جُزوِ الٰہی موجود ہے۔ جو کچھ نیکی اور خوبی ہم میں ہے۔ وہ خدا کی طرف سے ہے۔ اسلئے خدا ہم میں موجود ہے۔ اِسی طرح باپ حضرت مسیح میں تھا۔ کوئی بھی باپ تک سوائے میرے وسیلے کے نہیں پہنچ سکتا۔ یہ اور فقرہ ہے جو حضرت مسیح نے اور دوسرے نبیوں نے استعمال کیا۔ نبی اسی وقت نازل ہوتے ہیں۔ جب لوگوں کی رُوحانی اور اخلاقی حالت بہت پست ہو جاتی ہے۔ وہ لوگوں کا دوبارہ انسانیت کی طرف رجوع کرانے کیلئے آتے ہیں۔ وہ اِنسان کو اپنے خدا کی طرف سے بالکل بیگانہ پاکر بھر

اسی خالق کی طرف لاتے ہیں ۔ لوگ بدی کے اندھیرے میں بھٹکتے پھرتے ہیں وہ روشنی کی مشعل لے کر اُن کی رہنمائی نیکی اور دینداری کی طرف کرتے ہیں ۔ وہ خدا کی مرضی کے مطابق چلتے ہیں ۔ اور جو انسان خدا کی طرف آنا چاہتا ہے ۔ ان کی پیروی کر کے خدا تک پہنچتا ہے ۔ کیا اپنے زمانے کا نبی حضرت مسیح کیطرح یہ نہیں کہہ سکتا ۔ کوئی بھی باپ تک سوائے میرے وسیلے کے نہیں پہنچ سکتا " ہر ایک وقت کا نبی ایسے الفاظ کہہ سکتا ہے ۔ اسی نبی کو خداوند تعالیٰ لوگوں کی ہدایت کے لئے مقرر فرماتا ہے حضرت محمد صلعم کی بابت بھی قرآن کریم میں کہا ہے

اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۝

کفارہ

کفارے کا عقیدہ بھی حضرت مسیح کے مذہب میں ایک پولوسی بدعت ہے اگر حضرت مسیح اپنے خون سے انسانی گناہ دھونے کے لئے آتے تو انکا طریق زندگی اس سے مختلف ہوتا جیسا ان کا حال ہم صلیب کے وقت پڑھتے ہیں ۔ جب آپ کو یہ معلوم ہُوا کہ یہودی مجھے پکڑنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو آپ کی تمام حرکات میں ایک تبدیلی واقعہ ہوتی ہے ۔ آپ عوام کی نظروں سے بچنا چاہتے ہیں ۔ اگر کوئی ان کو پہچان بھی لیتا ہے ۔ تو وہ اُسے دوسروں کو آگاہ کرنے سے روکتے ہیں ۔ وہ شخص جو گنہگار لوگوں کو نجات دلانے کیلئے آیا ہو ۔ اُسے تو خوشی سے اپنے آپ کو دشمنوں کے حوالے کر دینا چاہئے تھا ۔ اور (Jundas Iscariot) اس دغابازی کے دھبے سے بچ جاتا جو اس نے اپنے آقا سے کی ۔ اگر خدا کا بیٹا اس کے پورے علم کے ساتھ لوگوں میں اخلاقی تبدیلی پیدا کرنے آیا تھا ۔ تو وہ اس کام کو خوشی کے ساتھ بجالاتا لیکن ہمیں تو اس سے بالکل مختلف نظر آتا ہے + کچھ دُور آگے جا کر وہ زمین پر گر پڑے اور دُعا کی ۔ کہ اے میرے باپ اگر

ممکن ہو تو یہ پیالہ مجھ سے ٹال دے۔ میری مرضی کے مطابق نہیں بلکہ جیسے تو چاہتا ہے +

مندرجہ بالا الفاظ سے رضامندی تو ظاہر ہوتی ہے لیکن ایسے شخص کی جو اس پر مجبور ہو گیا ہو۔ اور اس کیلئے کوئی راستہ باقی نہ رہا ہو۔ نہ ایک ایسے شخص کی جو اپنے باپ کے کام کو خوشی سے سرانجام دینے کیلئے آیا ہو۔ حضرت مسیح کی تعلیم بھی کفّارہ کے مسئلہ کو باطل قرار دیتی ہے۔ پولوس کے عقیدہ کے مطابق اگر صلیب ہمیں شریعت کی پابندی سے نجات دینے کے لئے آئی۔ شریعت آموجود ہوئی۔ تاکہ قصور زیادہ ہو جائے مگر جہاں گُناہ زیادہ ہُوا وہاں فضل اس سے بھی نہایت زیادہ ہُوا (رومیوں باب ۵ آیت ۲۰) +

اگر حضرت مسیح ہمیں گناہ سے نجات دینے کیلئے تشریف لائے تو آپ کیوں ہر ایک کو شریعت اور قانُونِ الٰہی کی پابندی کے لئے تاکید کرتے تھے۔ ایک جوان آدمی نے جب آپ سے پُوچھا۔ کہ میں کس طرح نجات پا سکتا ہوں۔ تو آپ نے دس احکامِ الٰہی کا ذکر کیا۔ اور اُن پر عمل کرنے کے لئے حکم دیا۔ انہوں نے اپنے حواریوں سے کہا۔ کہ تم فقیہوں کی عزّت کرو۔ کیونکہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جانشین ہیں۔ آپ کے کسی مقوُلے سے بھی کفارے کا عقیدہ ظاہر نہیں ہوتا۔ سوائے جب آپ نے آخری دفعہ اپنے حواریوں سے فرمایا ”یہ میرا خون ہے جو میں نے نئے عہد نامے کی خاطر لوگوں کے گناہوں کی مغفرت کے لئے بہایا۔ یہ الفاظ ایک مشرقی انسان کے لئے بالکل سادے ہیں۔ اور ان سے کسی نئے عقیدے کی بُنیاد ظاہر نہیں ہوتی۔ حضرت داؤد علیہ السلام کا جانشین بھی خدا کے اور بیٹوں کی طرح ایک قوم کو جو پستی کی حالت میں اپنے خدا سے دُور ہو گئی تھی۔ اور جن میں پہلے موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا گیا تھا

دوبارہ حلقۂ انسانیت میں داخل کرنے کے لئے آیا۔ حضرت مسیح کو بھی ویسی ہی مخالفت کا سامنا ہوا جو ہر ایک مصلح وقت کو پیش آتی ہے۔ ان کو بھی وہی ایذائیں پہنچائی گئیں۔ جو ایک سچائی کی خاطر جان دینے والے کو دیجاتی ہیں۔ آپ کی قوم گمراہی میں پڑ گئی تھی۔ اس نے نیکی کی راہوں کو ترک کر کے الفاظ کی پرستش شروع کر دی۔ اور شریعت کے اصلی مقصد کو بھلا دیا۔ اسلئے حضرت مسیح قوم کی اصلاح کیلئے تشریف لائے۔ لازمی طور پر آپ کی تعلیم بدلوگوں اور مفسدہ پردازوں کو بری معلوم ہوتی تھی کیونکہ آپ نے راہبوں کا راز افشا کر دیا۔ اور فریبیوں کی اصلیت ظاہر کر دی۔ اپنی قوم کے لوگ ہی آپ سے ناراض ہو کر آپ کی موت کے خواہاں ہو گئے۔ اور آپ کے صلیب پر چڑھائے جانے کی یہی وجہ تھی آپ کی تعلیم کا منشاء تو یہ تھا۔ کہ ایک گمراہ شخص پھر اپنے خدا سے رشتہ قائم کرلے۔ لوگ ظاہرداری کے عادی ہو گئے تھے۔ اور آپ اُن کو صفائی قلب کیلئے کہتے تھے۔ لوگوں کے لئے یہ ایک نرالی بات تھی۔ اور گناہوں کی مغفرت کیلئے ایک نیا عہد نامہ تھا۔ اس نئی تعلیم کو پھیلانے کیلئے بہت بڑی قربانی درکار تھی۔ آپ بغیر اپنے خون کے ان نیکی کے اصولوں کو نہیں پھیلا سکتے تھے۔ اور کوئی اصلاح کامیاب نہیں ہوتی جب تک کہ اس کے حامیوں کو ایذا نہ پہنچے۔ اخلاقی تبدیلی کے درخت کو کبھی پھولتے پھلتے نہیں دیکھا۔ جب تک کہ اسکی پرورش انسانی خون سے نہ کیجائے۔ جو انسان دُنیا میں بدی اور ظلم کو مٹانے کے لئے آتے ہیں اُن کی سخت مخالفت ہوتی ہے۔ اور کبھی اس مخالفت کا نتیجہ ان کی موت ہوا کرتی ہے۔ وہ اس جدوجہد میں اپنی جان دے دیتے ہیں لیکن دُنیا میں اپنے عقاید چھوڑ جاتے ہیں جو آیندہ نسلوں کے لئے ہدایت کا باعث ہوتے ہیں۔ اسی طرح وقتاً فوقتاً خدا کے نبیوں کی تکالیف کے سبب بنی نوع

انسان کی گناہوں سے نجات ہوتی رہتی ہے۔ اور حضرت مسیح بھی انہی نبیوں میں سے ایک نبی تھے۔ آپ کا اصلی مقصد یہ تھا کہ اپنے پیرؤں کو نیک بنا جائیں اور اس مقصد کی خاطر آپ نے جان تک دیدی۔ وہ ان معنوں میں جیسا اوپر بیان کیا گیا ہے گنہگاروں کی خاطر صلیب پر چڑھے۔ اور اس قربانی سے ان لوگوں کی نجات ہوئی جو آپ کی تعلیم پر عمل پیرا ہیں۔ نہ صرف اس عقیدے پر کہ آپ صلیب پر چڑھ کر گنہگاروں کے لئے کفارہ ہو گئے۔ خدا کے پیغمبر اور بنی نوع انسان کے لئے جان دے دیتے ہیں۔ وہ تاریک دنیا میں ہدایت کی مشعل لاتے ہیں۔ اور جن اصولوں کو وہ اپنے خون جگر سے دنیا میں قائم کرتے ہیں انہی اصولوں پر عمل کر کے لوگ نجات پا سکتے ہیں۔ اور ان کے گناہ دھوئے جاتے ہیں نہ صرف اس بات پر ایمان لانے سے کہ فلاں نبی ان کیلئے شہید ہو گیا +

صرف مسیح کا دوبارہ زندہ ہونا

حضرت مسیح کی سادہ اور رحمدل زندگی کے حالات میں آپ کے دوبارہ زندہ ہونے کی حکایت شامل کردی ہے جسے ہم نئے عہد نامہ میں پڑھتے ہیں لیکن یہ یاد رہنا چاہئے۔ کہ پہلے چار انجیل لکھنے والے ایک اصلی واقعہ بیان نہیں کرتے بلکہ اس کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں +

رینن کے مطابق معجزات سوائے اسملک اور زمانے کے نہیں ہوتے جب لوگ ان پر پہلے سے ہی ایمان لانے کے لئے تیار نہ ہوں میتی کے سوا اور پہلے انجیل لکھنے والے اس واقعہ کے شاہد نہیں تھے۔ اس واقعہ کے بیان کرنے والے وہ لوگ ہیں جن کی کم فہمی کے سبب حضرت مسیح اُن کو خفا ہوتے اور اپنے معنوں کو مثالوں اور تشبیہوں کے ذریعہ انہیں سمجھاتے۔ انکی سادہ لوحی طفلانہ وہم اور حضرت مسیح کے پُرمعانی استعاروں سے حیرانی اور سریع الاعتقادی اور آخر میں ان کا ایک دنیاوی سلطنت

پر کامل ایمان جہاں انکی قربانیوں کا بدلہ انہیں ملیگا۔ اسلئے وہ اپنے آقا کے ہر فعل کو معجزے کے لباس میں ظاہر کرتے تھے۔ ان تمام امور بالا سے ظاہر ہے۔ کہ وہ اصل واقعہ کو بیان نہیں کرتے تھے۔ بلکہ اس واقع کی نسبت اپنے خیالات کا اظہار کرتے تھے۔ بہت سے کلیسیا کے رُکن حضرت مسیح کے دوبارہ زندہ ہونے کے معجزے کو شُبہ کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اور وقتاً فوقتاً اُنہوں نے اس شُبہ کو صاف الفاظ میں ظاہر کردیا ہے۔ آرچ بشپ ٹمپل نے کہا کہ آیندہ حضرت مسیح کا دوبارہ زندہ ہوجانا سائنٹفک معنوں میں کوئی مُعجزہ نہیں کہلائیگا۔ بلکہ قانُون قدرت کا جو ہر وقت دُنیا میں کام کررہا ہے ایک لازمی نتیجہ سمجھا جائیگا۔ پادری ہنسن صاحب کے نزدیک کہ پولوس حقیقی اور جسمانی معنوں میں حضرت مسیح کی دوبارہ زندگی کا قائل نہیں تھا۔ بلکہ اُسے رُوحانی معنوں میں مانتا تھا۔ اگر کلیسیا کے یہ بزرگ کچھ اور جُرات کرتے۔ تو پادری والڈرن کی طرح یہ کہدیتے کہ وہ حضرت مسیح کا دوبارہ زندہ ہونا جسمانی رنگ میں نہیں مانتے۔ جو کچھ بھی مذہب کلیسیا کے مُعلّموں کے عقاید ہوں لیکن جب تک وہ صلیب کو مانتے ہیں وہ کبھی صحیح نتیجہ پر نہیں آسکتے۔ یہ قُدرتی قانون کا ہی نتیجہ تھا کہ حضرت مسیح صلیب پر نہیں فوت ہوئے۔ بلکہ آپ کو موت کی مانند بیہوشی طاری ہوگئی۔ اور ہوش آنے پر آپ ایک باغبان کے لباس میں گلیل کی طرف روانہ ہوگئے۔ موجودہ عُلوم کی روشنی میں ہم پہلے انجیل لکھنے والوں کی بات پر اعتبار نہیں کرسکتے چاہے وہ دیانتدار بھی ہوں لیکن یہ اسبات کی دلیل نہیں ہوسکتی۔ کہ جو واقعہ وہ بیان کریں وہ صحیح ہو۔ مندرجہ ذیل امُور کو سامنے رکھ کر ہر ایک عقلمند انسان اپنے لئے خود فیصلہ کرسکتا ہے کہ حضرت مسیح صلیب پر فوت ہوگئے یا زندہ نیچے اُتار لئے گئے۔ اور آپ کو بعد میں صحت ہوگئی ملہ

(۱) سیرک زبان کی انجیل میں ہم یہ الفاظ پاتے ہیں "اس نے دم لیا" اسکے بجائے اگر ہم کہیں اس نے دم دے دیا۔ تو بہت فرق پیدا ہو جاتا ہے۔ اور یہ الفاظ ظاہر کرتے ہیں کہ کہنے والے کو بہت دھوکا لگا ہے

(۲) وہ بجائے تین دن کے تین گھنٹے تک صلیب پر لٹکے رہے اور ان کی لاتوں کو بھی نہیں توڑا گیا۔ جس سے انکی موت واقع ہوتی۔ حالانکہ دو چوروں کی لاتوں کو توڑا گیا۔ جو ان کے ساتھ صلیب پر چڑھائے گئے تھے۔ تاکہ اُن کی موت کا یقین ہو جائے ٭

(۳) جب اُن کے پہلو میں برچھی ماری گئی تو خون اور پانی نکلا جس سے صاف عیاں ہے کہ جوہر زندگی یعنی خون ابھی بدن میں باقی تھا ٭

(۴) رومیوں کے افسروں کو بھی اسکی سچائی میں شُبہ تھا ٭

ان واقعات سے صاف ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح کو بیہوشی طاری ہو گئی۔ اور ہرگز موت واقع نہیں ہوئی۔ فرض کرو کہ حضرت مسیح صلیب پر ہی فوت ہُوئے۔ اور پھر دوبارہ زندہ ہو گئے۔ یہ معجزہ اور نشان تھا جو حضرت مسیح کے مطابق فریسیوں کی بد اعمال نسل کیلئے ظاہر ہوا۔ جو نشان کی تلاش میں تھے (متی باب ۳۹ - آیت ۲۱) ٭

فریسیوں نے پیلاطس کے پاس جمع ہو کر کہا۔ خداوند ہمیں یاد ہے کہ اِس دھوکہ باز نے جیتے جی کہا تھا۔ کہ مَیں تین دِن کے بعد جی اُٹھونگا (متی باب ۶۲ آیت ۲۷) ٭

لیکن یہ نشان تو اس بداعمال نسل کے لئے ظاہر ہوا تھا لیکن یہ حیرانی ہے۔ کہ انہی سے اس کو چھپانے کی اس قدر کوشش کیوں کی گئی حضرت مسیح قبر سے نکلکر ایک باغبان کے لباس میں ظاہر ہوتے ہیں۔ اور ایسا مکمل بھیس بدلتے ہیں۔ کہ آپ کے نزدیکی دوست تک بھی نہیں پہچان سکتے۔ گلیل کے راستہ میں آپ دو حواریوں سے ملتے ہیں۔ ان سے باتیں کرتے

ہیں۔ اور تمام راستہ ان کے ساتھ طے کرتے ہیں لیکن وہ بالکل نہیں پہچان سکتے۔ کھانے کے وقت آپ کی خاص حرکات سے ان پر ظاہر ہوجاتا ہے۔

اگر آپ یہودیوں پر ظاہر ہوتے تو تمام دنیا مطیع ہو کر آپ کی اُلوہیت پر شہادت دیتی۔ میں خدا کی اِس حکمت کو نہیں سمجھ سکا۔ جس نے حضرت مسیح کو یہ نشان انہی لوگوں سے چھپانے کیلئے کہا جن کے فائدہ کیلئے یہ نشان ظاہر ہوا تھا۔ آپ مقبرہ سے موت پر غالب آ کر نہیں نکلے بلکہ ایک ایسے شخص کی طرح نکلے جو قانون سے رُوپوش ہو کر بھاگتا ہے۔
اگر حضرت مسیح اُن الفاظ کے ماتحت قبر سے نکلے جو آپ نے صلیب سے چند دن پہلے کہے۔ پھر بھی یہ الفاظ آپ کے دوبارہ زندہ ہونے سے پُورے نہیں ہو سکتے۔
جیسے حضرت یونس تین دن اور تین رات مچھلی کے پیٹ میں رہے اسی طرح آدم کا بیٹا بھی تین دِن اور تین رات زمین کے اندر رہیگا۔
حضرت یونس مچھلی کے پیٹ میں جانے سے پہلے زندہ تھے۔ اور تین دِن اور تین رات مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہے۔ اور پھر زندہ ہی باہر نکل آئے۔ حضرت مسیح کو بھی حضرت یونس کی طرح زمین کے اندر جانا تھا۔ آپ پر بھی حضرت یونس کی طرح بیہوشی طاری ہوگئی لیکن آپ یقیناً صلیب پر فوت نہیں ہُوئے۔ اس پیشگوئی کے پُورا ہونے کیلئے آپ کا صلیب پر سے زندہ اُترنا اور زندگی کی حالت میں ہی قبر میں داخل ہونا۔ اور پھر زندہ ہی نکل آنا ضروری ہے۔ آپ کے فوت ہوجانے سے پیشگوئی پُوری نہیں ہو سکتی۔ آپ کا اس طرح اچانک غائب ہوجانا کوئی ایسی حیران کرنے والی بات نہیں۔ جیسا مجھے دکھایا

گیا۔ آپ کے اُٹھائے جانے کی جگہ ایک پہاڑ کی چوٹی ہے۔ جو پہاڑی مُلک میں گئے ہیں۔ یہ ان کا روزانہ تجربہ ہے۔ وہاں لوگ بادلوں میں چلتے ہیں۔ اور جب بادل بہت گھنے ہوں تو ان میں بالکل غائب ہو جاتے ہیں حضرت مسیح ربیوں کے ظلم و تشدد کے سبب یوروشلم میں اور زیادہ توقف نہیں کر سکتے تھے۔ اور جارج مور کی روایت کے مُطابق آپ ایسینی کی خانقاہ میں چلے گئے۔ یہ حکایت دوسری یا تیسری صدی کی ہے +

حضرت مسیح نے اپنے ایام طفلی بھی اسی خانقاہ میں گُزارے تھے اور اس روایت کے مُطابق آپ بڑی عمر تک یہاں امن سے رہے پھر پولوس یہاں آپ سے ملا۔ جو آپ کی دوبارہ زندہ ہونے کا عقیدہ پھیلا رہا تھا۔ آپ نے یہ بھید اس پر ظاہر کیا۔ لیکن اس نے اُسے ماننے سے اِنکار کیا۔ کیونکہ اس راز کے افشا ہونے سے اسکے نئے مذہب کی بنیاد قائم نہیں رہ سکتی تھی۔ حضرت مسیح نے دیکھا۔ کہ اسمیں اصرار کرنے سے زیادہ خرابی پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ اسلئے آپ خانقاہ میں واپس آ گئے اور پولوس اپنا عقیدہ پھیلاتا رہا +

مجلد عہہ ؎ — **اِسلام میں کوئی فرقہ نہیں** — قیمت ۱۴/ ۱ر

جدید تصنیف حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مسلم مشنری

پیرس کی عظیم الشان مذہبی کانفرنس کا تذکرہ غیر مسلمین و نومسلمین سے اختلافی مسائل شیعہ و سنی مراسم نماز پر علے الترتیب مکالمات موجودہ ہندو مسلم اتحاد۔ فرقی اختلافات پر تنقیدی نظر۔ تمام نظام عالم کا اصولی امور میں متحد ہو کر اپنی نوعیت میں اختلاف کرنا مسلم ہے۔ اور اسکے متعلق صحیفہ قدرت سے استدلال اور "اختلاف امتی رحمۃ" کی دلچسپ تشریح۔ یہ نام نہاد فرقہائے اسلام کے اصول ایک ہیں۔ اپنے عقاید کا اظہار۔ نبوت کے معنے اور ختم نبوت پر سیر کن بحث۔ نزول و وفات مسیح پر روشنی۔ آنیوالے مسیح کے مسئلہ پر بحث۔ یہ کتاب امید ہے کہ ہر پڑھنے والے کے دل میں جمہور اہل اسلام کی محبت پیدا کریگی۔ خواہ کوئی کسی فرقہ سے کیوں تعلق نہ رکھتا۔ یہ اس بیگانگت و اجنبیت کو دور کریگی جو مختلف فرقہ ہائے اسلام آپس میں رکھتے ہیں +

درخواستیں بنام خواجہ عبدالغنی مینیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل لاہور آنی چاہئیں

اسلام کا عروج

(پروفیسر عبد الکریم کپا کپا)

اسلامی دنیا کے لئے یہ واقعی ایک مژدہ ہے۔ کہ مغرب میں بڑے بڑے اہل الرائے اور عالموں نے یہ کہا ہے کہ مشرق کی تاریخ زبانوں سیاسیات اور قومی یادگاروں کا علم محض اختیاری امر نہیں رہیگا۔ بلکہ نہایت ضروری جزو تعلیم سمجھا جائیگا۔ یہ امر بھی بہت تسلی بخش ہے۔ کہ حال ہی میں ایشیائی وزراء اور مدبران ملک نے یورپ پہنچ کر کلیسیا اور سیاسی حلقوں میں بہت اچھا اثر ڈالا ہے۔ اور یوروپین لوگوں کے دل میں اسلامی ممالک کے حالات اور اطوار دریافت کرنے کا تجسس پیدا ہوگیا ہے۔ موجودہ سائنٹفک ترقی اور ضروریات زمانہ نے مشرقی مذاہب اور علم ادب کو مغرب کی قدردان آنکھوں کے سامنے پیش کردیا ہے مسلمانوں کا مذہب اسلام ہے۔ جس کے معنی واحد خدا پر ایمان لانا اور اسی کی مرضی پر چلنے کے ہیں۔ یہ مذہب حضرت اسمٰعیل حضرت ابراہیم سے شروع ہوا جو خداوند تعالیٰ کے برگزیدہ نبی تھے۔ قرآن مجید اس مذہب کی کتاب عربی زبان میں ہے۔ بلحاظ زبان کے اس کتاب میں بہت سی خوبیاں ہیں جنہیں صرف یوروپین زبانیں جاننے والے نہیں سمجھ سکتے۔ مشرق ہی تمام مذاہب کا مرکز ہے۔ دشمنان اسلام بھی اس امر کا اعتراف کرتے ہیں۔ کہ اسلام نے دنیا کی تعلیمی اور روحانی حالت میں گرانقدر ترقی پیدا کی ہے۔ تمام انسانی علوم۔ دینیات حکمت تواریخ۔ علم ہیئت۔ صرف ونحو۔ اقتصادیات۔ فلسفہ طبعیات اسمیں شامل ہیں +

مختلف ضروریات انسانی جو ہر شعبہ زندگی میں پیش آتی ہیں۔ سب

تعلیم اسلام میں موجود ہیں۔ اسمیں رب العالمین کی حمد و ستائش ان بلند اور پاک الفاظ میں ہے جو کسی اور مذہب میں نہیں پائی جاتی۔ وہ خداوند کریم واحد لاشریک ہے۔ نہ اس سے کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اس نے مختلف زمانوں میں اپنے نبی بھیجے۔ اسکی بزرگی لاانتہا ہے۔ وہ ازل سے ہے۔ اور ابد تک رہے گا۔ ان مختصر الفاظ میں عقیدہ ہے۔ اس مذہب کا جو بُت پرستی کو مختلف شکلوں میں سختی سے منع کرتا ہے۔ بعض عیسائی مشنریوں نے اسلام کی بُرائی کرنا اور اسے تاریک سے تاریک رنگ میں پیش کرنا اپنا نصب العین مقرر کر لیا ہے۔ وہ اپنی کتابوں میں مسلمانوں کو بُت پرست تعدد ازدواج کا حامی اور سورج پرست ظاہر کرتے ہیں ہمارے مُقدس مقامات مسجدوں کو تلواروں کی جگہ اور ہمارے بہشت کو شہوت رانی کا مقام قرار دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں موت کے بعد ہماری کوئی روحانی زندگی نہیں۔ اور نہ ہی کوئی حساب وکتاب ہوگا۔ ایسے خود بین لوگ اپنی مفسدہ پردازی افریقہ میں اسلامی اثر کو مٹانے کیلئے پھیلا رہے ہیں۔ اور اس کے لئے ان کے پاس یہ دلیل ہے کہ جہاں کہیں اسلام جاتا ہے۔ وہ انسانی ترقی میں حائل ہو جاتا ہے۔ میں سمجھ نہیں سکتا کہ یہ مشرک لوگ کیوں ایسے پاک مذہب کی نسبت اسقدر بدظنی دُنیا میں پھیلا رہے ہیں۔ ان تیرہ سو سال میں باوجود اس قدر کم اشاعت کے اسلام عیسائیت سے جو پانسو برس پہلے سے ہے بہت بڑھ گیا ہے۔ یہ تمام الزام صحیح اسلامی تعلیم اور اس کے عقاید کو پڑھے بغیر ہی لگائے جاتے ہیں۔ اسلام پر ایسا حملہ کرنیوالے کلیسیا کے پادری صاحبان ہیں جو دنیا میں سچائی پھیلجانے سے خائف ہیں۔ اور جو ظلم دُنیا میں مسیح کے نام سے ڈھائے جا رہے ہیں اُن کی اصلیت کھُلجانے پر اِس جھوٹی عیسائیت کی بیخ و بُن تباہ ہو جائیگی۔ لیکن سچائی کو کسی قسم کا خوف نہیں۔ سچائی تو

دُنیا میں پھیل کر رہیگی۔ یہ جھوٹ اور تلوار کی طاقت سے بڑھکر ہے آخر ہلال ہی کور باطنوں کے دلوں میں ضیاء پیدا کریگا۔ یہ خوشی کا مقام ہے۔ کہ ایسے عالم اور فلسفی پیدا ہورہے ہیں جو مغربی تعلیم سے مُزیّن ہیں جو نہ صرف اپنے مذہب کی حمایت ہی کر رہے ہیں۔ بلکہ مشرق اور مغرب کے درمیان خیالات کے ترجمان ہیں۔ اور عیسائی اور دیگر مذاہب کے حامیوں کو مقابلہ کیلئے للکار رہے ہیں۔ اور ایکدوسرے مذہب کا نومعتقد تو صرف تقلید کرتا ہے لیکن ایک نومسلم محض نقل نہیں کرتا۔ بلکہ متعلم ہوتا ہے۔ اسکی ترقّی اپنی کوشش سے ہی ہوتی ہے۔ اور اسمیں فلسفہ زندگی کو سمجھنے کی قابلیّت پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن ایک تقلید کرنیوالے کی ترقی بیرونی اثرات سے وابستہ ہوتی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ اسمیں خودغرضی جہالت اور خود پسندی پیدا ہو جاتی ہے۔ یہی فرق ایک مسلم اور دوسرے مذہب کے پیرو میں ہوتا ہے۔ اب میں دُنیا کے مختلف مذاہب کو لے کر یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ کہاں تک ان کا اثر دُنیا میں ہے۔ اور کس حد تک انھوں نے ترقی کی +

بُدّھ مذہب میں بہت سے فرقے بن گئے ہیں جن کے اعتقاد ایکدوسرے سے مختلف ہیں۔ اور بعض ممالک میں اور بتوں کے ساتھ بُدھ کے بُت کی بھی پرستش شروع ہوگئی +

عیسائیّت حضرت مسیح کا پاک پیغام ہے جہاں رضائے الٰہی کی کامل فرمانبرداری (یعنے اسلام) سکھاتا ہے۔ وہاں ساتھ ہی یہ بھی تعلیم ہے۔ کہ ہر چہ برخود مپسندی بر دیگراں مپسند۔ لیکن اس مذہب میں بہت سی تبدیلیاں کی گئی ہیں۔ بیشمار فرقہ بندیاں محض دُنیاوی اغراض کی خاطر ہوگئی ہیں۔ اور اصلی تعلیم دُنیا سے معدُوم ہوگئی ہے۔ اگر نبی کریم صلعم کی بعثت نہ ہوتی تو آج تمام دُنیا اور مختلف قومیں خداوند تعالےٰ کے

حضورؐ میں اس سوال کا جواب دینے کے لئے پیش ہوتیں۔ کہ انہوں نے دُنیا کو کیوں اِس قدر ناپاک کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مذہب صرف ایک قوم کیلئے ہی محدُود ہے۔ اور اسمیں وہ مادہ موجود ہے۔ جس سے آج عیسائی مذہب پیدا ہو گیا۔ برہمن مت۔ کنفیوشس اور زرتشت کے مذہب نے بھی یہودیت اور بُدھ مت کی طرح لوگوں پر زیادہ اثر نہیں ڈالا۔ ان مذاہب میں جن بھوت پُوجنے کی وجہ سے بہت خرابیاں پیدا ہو گئیں۔ اگر ایک مذہب کا مختلف اقوام میں پھیل کر اُنکی قومی اور سیاسی زندگی پر اثر ڈالنا اُسے خدا کا مذہب ثابت کرتا ہے تو پھر اسلام سے بڑھ کر اور کوئی ایسا مذہب نہیں۔ کیونکہ اسلام تک قسطنطنیہ سے ایران۔ ٹرکی۔ چین۔ مصر۔ ہندوستان۔ انگلستان فرانس اور افریقہ کے ہر ایک حصہ میں پھیلا ہوا ہے۔ اور بغیر تبلیغی کوششوں کے ابتک پھیل رہا ہے۔ تبلیغی مذاہب میں سے اسلام ہی ہے۔ جس نے دنیا میں مساوات اور جمہوریت قائم کی۔ اسلام کے خلاف ایک بڑی دلیل ہمیشہ پیش کیجاتی ہے کہ اسلام غلامی اجازت دیتا ہے۔ میری رائے میں اس اعتراض کی کچھ حقیقت نہیں۔ اگر ہم مان بھی لیں۔ کہ اسلام نے شروع میں غلامی کی اجازت دی۔ لیکن یہ بھی ہمیں فوراً ماننا پڑیگا۔ کہ جب کوئی غلام اسلام قبول کر لیتا تھا۔ تو وہ حقیقی معنوں میں آزاد ہو جاتا تھا۔ اس کو علم کی اہمیت کا احساس کرایا جاتا تھا۔ اور اسکو تمام مسلمان اپنا بھائی سمجھتے تھے۔ قبولیت اسلام کے بعد اسکی پہلی حالت پر کوئی نظر نہیں کرتا تھا۔ اور بغیر قومیت اور رنگ کی تمیز کے وہ اسلامی اخوت میں داخل ہو جاتا تھا۔ امریکہ میں ایک حبشی باوجودیکہ وہ سوسائٹی میں معزز انسان ہوتا ہے۔ اور اس کے تعلقات عیسائیوں سے ہوتے ہیں لیکن پھر بھی وہ غلام ہی تصور کیا جاتا ہے۔ جنوبی امریکہ کی ریاستوں میں جب ایک حبشی اپنے

گورے رنگ کے مالک کی محنت سے تھک کر بیمار ہو جاتا ہے۔ تو اسکا مالک اسے جبراً اُٹھا کر کام کراتا ہے لیکن ساتھ ہی حضرت مسیح کی مثالیں بھی بیان کرتا ہے۔ بہت سے بشپ اور پادریوں کا تو یہ خیال ہے کہ حبشی سفید قوم کے ہمیشہ کیلئے غلام ہیں۔ امریکہ میں ایک سوسائٹی اس غرض سے قائم ہے کہ میری قوم کے لوگوں سے بدسلوکی کریں۔ اور ان کو بیجا ڈرائیں۔ اور گاہے گاہے بیگناہ عورتوں اور بچّوں کو قتل کریں تاکہ سفید قوم کا اقتدار قائم رہے۔ اسلام اور عیسائیت میں یہاں کس قدر اختلاف ہے۔ رنگ کا سوال اس قدر لغو اور لامعنی ہے۔ کہ میں اس پر اور زیادہ وقت صرف نہیں کرنا چاہتا۔ اس موقع پر مناسب ہوگا۔ کہ میں اپنے مسلم بھائیوں کو بھی آگاہ کروں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کچھ مسلم مذہب کو دُنیاوی اغراض کے ماتحت کرنا چاہتے ہیں۔ اور بہت سی فرقہ بندیوں میں پڑ کر دوسرے مذہب کی رسُومات کو اسلام میں داخل کرتے ہیں۔ اور بہت سے ایسے مسلم بھی ہیں جو اسلام سے بہت دُور ہیں۔ ان کے افعال اور ان کی زندگی اسلام کے بالکل خلاف ہے۔ اور وہ اخوت اسلامی کے قائل نہیں۔ اس کے بعد ان میں مذہبی اور سیاسی جھگڑے اس حد تک بڑھ جاتے ہیں۔ کہ ان کو غیر مسلم لوگوں یا گورنمنٹ کے پاس فیصلہ کیلئے جانا پڑتا ہے۔ جو فساد کو کم کرنے کی خاطر انکی مسجد کو بند کرنے کا حکم دے دیتے ہیں + اس قسم کے مسلمان اسلام کے اصولوں کو سیاسیات سے علیحدہ کرنا چاہتے ہیں۔ جس سے لاکھی قوموں کا زوال ہوا ہے اور ہو رہا ہے

دنیا کے مشہور شہدائے ثلاثہ
سقراط ۔ مسیح حسین
مصنفہ جناب شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی

تفصیل مضامین باب (۱) دنیا کے مشہور شہدائے ثلاثہ باب (۲) سقراط باب (۳) مسیح باب (۴) حسین باب (۵) دنیا پر شہادت کا اثر۔ کتاب نہایت ہی قابل دید ہے۔ ہر سہ شہداء کی شہادت علیحدہ علیحدہ تذکرہ کرکے پھر حضرت امام حسین علیہ السلام کے واقعہ شہادت پر روشنی ڈالی ہے قیمت ۸ر

المشتھر۔ خواجہ عبد الغنی مینیجر مسلم بک سوسائٹی۔ عزیز منزل لاھور

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
اصلاح الرسوم	۳ر	رفیق مرزا	۴ر
مجموعہ وظائف	۴ر	مجموعہ ظرافت	۳ر
جذبات اسلام	۵ر	چپ کی داد	۲ر
عقیلہ بیگم	۳ر	مسدس حالی	۶ر
قومی گیت	۵ر	زنانہ خطوط	۵ر
حسن وصحت	۶ر	صنعت خانہ	۴ر
الفاطمہ	۲ر	رباعیات حالی	۳ر
ڈاکٹر حلیمہ خانم	۱۴ر	رباعیات انیس ودبیر	۳ر
پہیلی نامہ	۷ر	نظم لغت	۴ر
نیا باورچی خانہ	۶ر	قاعدہ سیپارہ	۳ر
ترکی کھانے	۴ر	کنز الآخرۃ	عمار
آداب النسوان	۶ر	چاند تارے	۳ر
چڑے چڑیا کی کہانی	۳ر	زنانہ نصاب لڑکیوں کا قاعدہ	
لاڈلا بیٹا	۳ر	لڑکیوں کی پہلی ۱ر دوسری ۲ر تیسری ۳ر چوتھی ۴ر پانچویں ۵ر	۳ع

دیگر

نام کتاب	نام مصنف	قیمت	نام کتاب	مصنف	قیمت
ترجمۃ القرآن اردو معہ تفسیر پہلا پارہ	حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم اے	عہ ۴ر	النبوۃ فی الاسلام	حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم اے	عمار
عصمت انبیاء	؍؍	۹ر	چد وبادہ ...	؍؍	۵ر
غلامی	؍؍	۴ر	تفسیر سورہ فاتحہ	؍؍	۴ر
ترجمۃ القرآن انگریزی مکمل معہ تفسیر ...	؍؍	عہ۲ درجہ اول، عہ۱ ؍؍ دوم	مسیح موعود	؍؍	مجلد عصہ
			تناعت ماموریں	؍؍	۳ر
سیرت خیر البشر	؍؍	عمار	حقیقۃ المسیح	؍؍	۲ر
جمع قرآن ..	؍؍	۱۳ر	مراۃ الحقیقہ	؍؍	۵ر
مقام حدیث ...	؍؍	عہ ۸ر	آیت اللہ	؍؍	۴ر
نکات القرآن	؍؍	حصہ سوم ۱۰ر، ؍؍ چہارم ۸ر	احمد مجتبیٰ	؍؍	۴ر

نام کتاب	مصنف	قیمت
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد اول براہین احمدیہ	حضرت مرزا غلام احمد صاحب مجدد	اول درجہ ولایتی عہ دوم درجہ دیسی ؏
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد دوم	〃	عنقریب شائع ہوگی
〃 〃 〃 سویم	〃	مجلد ؏
ملفوظات احمدیہ	〃	قسم دوم عہ ۱۲ار
اسلامی اصول کی فلاسفی	〃	۱۲ار
توضیح مرام	〃	۵ر
فتح اسلام	〃	۵ر
ازالہ اوہام	〃	دو حصص ؏
پیغام صلح	〃	ار
الوصیت	〃	۰۲ر
درثمین	〃	۱۲ر
القول المجید فی تفسیر اسم احمد	علامہ مولوی محمد احسن صاحب امروہی	۱۰ار
اظہار النصائح	〃	۵ر
سراج الوہاج	〃	۴ر
سنت ضروریہ	〃	۳ر
کشف الالتباس	〃	۰۲ر
سواء السبیل	〃	۰۲ر
صیانت الناس	〃	۰۲ر
اعلام الناس	〃	۵ر
الضحیٰ	〃	ار
نماز	مولوی مصطفیٰ خان صاحب بی اے	۱۰ر
حج	〃	۶ر
زکوٰۃ	〃	۰۲ر
روزہ	〃	۴ر
تربیت اولاد	〃	۵ر
معجزات نبوی	〃	۸ر
کالس اور نبوت	〃	۳ر
عسل مصفیٰ	مولوی مرزا خدا بخش صاحب حلیم حاذق	دو حصص
مرقاۃ الیقین	مولوی اکبر شاہ خان صاحب	للعہ ۹
[illegible]	مولوی عبدالحق صاحب فاضل سنسکرت	۰۲ر

نام کتاب	مصنف	قیمت
اسماء الٰہیہ		۷ر

تصنیفات مسلم بک سوسائٹی

نام کتاب	مصنف	قیمت
مسیح و دوکنگ کے ابتدائی خطبات	خواجہ کمال الدین صاحب	۳ر
توحید دعا۔ تصوف	〃	۲ر
خطبات عیدین	〃	۲ر
دہریوں اور ملحدین کو خطاب	〃	۲ر
اسلام اور دیگر مذاہب	〃	۲ر
حقوق نسواں	〃	۲ر
لمعات انوار محمدیہ	〃	۶ر
براہین نیرہ	〃	۱۲ر
ام الالسنہ	〃	۱۲ر
اسوہ حسنہ	〃	۸ر
ذرات عالم کا مذہب	〃	۸ر
اسلام اور علوم جدیدہ	〃	۴ر
مسیح کی الوہیت اور اسکی کامل انسانیت پر ایک نظر	〃	۶ر
صحیفہ آصفیہ	〃	۲ر
کرشن اوتار	〃	ار
مسلم مشنری کے ولایتی لیکچر حصہ اول	〃	ار
توحید فی الاسلام	〃	زیر طبع
سیر افکار	〃	〃
ہستی باری تعالیٰ	〃	〃
مکالمات ملیہ	〃	〃
ضرورت الہام	〃	〃
مسلک مروارید	〃	〃

دیگر مصنفین

نام کتاب	مصنف	قیمت
قرآن اور جنگ	حضرت مولوی صدرالدین صاحب	۵ر
سیرت نبوی		۵ر
دنیا کے مشہور شہدائے ثلاثہ	جناب مشیر حسین صاحب قدوائی	۸ر
تسہیل القرآن		۵ر

درخواستیں بنام خواجہ عبدالغنی منیجر مسلم بک سوسائٹی عزیز منزل لاہور آنی چاہئیں